ہفت روزہ
خدام الدین
لاہور
زیر سرپرستی
شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی مدظلہ
شیرانوالہ دروازہ لاہور
۲۷ جنوری ۱۹۵۶
مرکز مطبوعات انجمن خدام الدین © لاہور

ہفت روزہ
خدام الدین
لاہور

جلد (۱) جمعہ ۱۳ جمادی الاخری ۱۳۷۵ھ مطابق ۲۷ جنوری ۱۹۵۶ء نمبر ۳۷

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بھارتیوں کی لاہور میں آمد

اس دفعہ پھر کرکٹ میچ دکھانے کے بہانے بڑی بھاری تعداد میں بھارتی لاہور میں لائے گئے ہیں۔ جہاں تک دونوں ممالک میں خیر سگالی اور خوش معاملگی میں اضافہ کرنے کا تعلق ہے۔ ہم اس اقدام کا خیر مقدم کرتے ہیں۔ لیکن تجربے سے ثابت ہو چکا ہے کہ اس قسم کے اقدامات بین المملکتی حالات کو قطعاً سدھار نہیں سکے۔ صرف یہ ہوتا ہے کہ سرحد کے اس پار سے بھی پاکستان کے باشندوں کو سیر کرانے کا بلاوا آ جاتا ہے۔ مسلمان دو چار روز کی سیر کی خاطر بے شمار روپیہ برباد کرتے ہیں۔ وہاں جا کر بیہودگیاں کرتے ہیں۔ بلکی مارکیٹ کو نقصان پہنچاتے ہوئے غیر ملکوں سے خرید و فروخت کرتے ہیں۔ اور نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ بے شمار پاکستانی روپیہ برباد ہوتا ہے اور سٹیٹ بنک پاکستان بھی اعداد و شمار شائع کر دیتا ہے۔ اس سیر و تفریح میں بنک کو اتنی بھاری کرنسی کا خسارہ رہا۔

اس کے علاوہ دو ممالک کے باشندوں کے دوروں سے کوئی بھی بین المملکتی مسئلہ حل نہیں ہوا۔ اور نہ ہی بھارت کے موقف میں کوئی تغیر رونما ہوا ہے۔ بلکہ انہوں نے روسی رہنماؤں کو بلا کر اور بھی فضا بگاڑ دی ہے۔ انہوں نے کشمیر وغیرہ کے متعلق زہر آمود بیانات دیئے۔ جس پر پاکستان میں غم و غصہ کی لہر دوڑ گئی۔ اس کے رد عمل کے طور پر بھارتی فرقہ پرستوں کو مسلمانان انڈو پاکستان کے خلاف کھلے بندوں سازشیں کرنے کا موقعہ ملا۔

پاکستان کی یہ کوششیں اس وقت ہی کارگر ہو سکتی ہیں۔ جب بھارتی سیاست دانوں کی نیتیں درست ہوں۔ جن حکمرانوں کے زیر سایہ شدھی جیسی تحریکیں پرورش پا رہی ہیں۔ اسلام کا نام تک بھارت میں گوارا نہیں کرتے۔ اُن سے کیا اُمید ہو سکتی ہے کہ وہ ایسی کوششوں کو بار آور ہونے دیں گے

حکومت پاکستان کو چاہیے کہ وہ ایسے خیر سگالی کے دورے بغیر سوچے سمجھے نہ ہونے دے۔ کیونکہ اُن سے نہ حکومت اور نہ ہی باشندگان ملک کو کوئی فائدہ پہنچ سکتا ہے۔

مغربی پاکستان کے انتخابات

اس ہفتہ مغربی پاکستان کی اسمبلی کے انتخابات مکمل ہو رہے ہیں۔ یہ انتخابات تمام اراکین نے خود مختار امیدواران کی حیثیت سے لڑے ہیں۔ اب سننے میں آ رہا ہے کہ اسمبلی میں ملکی سیاسی جماعتوں کے نام پر مختلف پارٹیاں قائم ہونگی یہ بات کتنی مضحکہ خیز ہے۔ کہ جب تک انتخابات نہیں ہوئے تھے۔ کسی سیاسی پارٹی کو من حیث الجماعت انتخابات میں حصہ لینے کا حوصلہ نہ ہوا کہ شکست کی صورت میں بہت فضیحتی ہو گی۔ اور جب محض اتفاقاً کچھ ایسے اراکین جمع ہو گئے ہیں۔ جو اس پارٹی سے تعلق رکھتے ہیں۔ تو پارٹی سازی اور پارٹی بازی کا کاروبار شروع ہو گیا۔ ہمیں اس سے بحث نہیں کہ کون جماعت برسر اقتدار آتی ہے اور کون نہیں آتی۔ البتہ یہ ضرور کہنا چاہتے ہیں کہ مرکز نے وحدت کو اس لئے ہی ضروری سمجھا تھا کہ مختلف صوبوں میں گذشتہ آٹھ نو برسوں میں انہیں پارٹی بازیوں کی بدولت بیشمار تنازعے تھے۔ جس کا نتیجہ یہ ہوتا تھا کہ ہر صوبائی وزارت بلکہ صوبائی اسمبلیوں تک توڑ دی جاتی تھیں۔ لیکن عجیب ستم ظریفی ہے کہ قیام وحدت کے بعد بھی اراکین اسمبلی اولین کام پارٹی سازی ہی کا کر رہے ہیں۔ عوام کو خدمت کی ضرورت ہے ایسے اشخاص کی ضرورت ہے جو زیادہ سے زیادہ اُن کی بہتری کا کام کر سکیں۔ وہ خواہ کسی پارٹی سے تعلق رکھتے ہوں۔ اور عوام کے لئے یہ بات نہایت دلخراش ہوگی اگر کوئی ایسا شخص جو کہ دل سے عوامی خدمت کرنا چاہتا ہے اس واسطے آگے نہ لایا جائے۔ کیونکہ اس کی پشت پر چند اراکین اسمبلی کا گروہ نہیں ہے۔ ہمیں امید ہے کہ وحدت مغربی پاکستان میں سابقہ صوبوں کی طرح ایسی ریشہ دوانیاں نہیں کی جائیں گی۔ اور صوبائی اسمبلی کے قیام کے بعد زیادہ سے زیادہ عوامی خدمت کا جذبہ پیدا کیا جائیگا۔

ضبط تولید

پاکستان کا موجودہ اسلامی آئین تکمیل کے مراحل طے کر رہا ہے۔ اور وزیر اعظم کے بیان کے مطابق اس کو بجٹ سیشن سے پہلے مکمل ہونا ہے۔ یہ چیز بھی بیانگ دہل

(باقی صفحہ ۹ پر)

اسلام غیر مسلموں کی نظر میں

(۲)

از ماسٹر اللہ دتّا صاحب عید اللہ پوری کرتو پنڈوری ضلع شیخوپورہ

پیغمبر اسلام سے ایک جرمنی ڈاکٹر کی عقیدت

جرمن کے مشہور ڈاکٹر کوخ نے ایک مضمون اخبار "النصیحت" میں لکھا ہے۔ جس کا اقتباس ہم یہاں نقل کرتے ہیں۔ تاکہ یہ ظاہر ہو کہ حدیث شریف کی جو تعلیم ہے وہ ایسی معقول ہے۔ کہ ہر ایک سلیم الفطرت انسان خواہ وُہ کسی مذہب و ملت کا ہو۔ اس کو قبول کرے گا۔ ڈاکٹر مذکور لکھتا ہے کہ :-

جس وقت سے مجھ کو نوشادر کا داء الکلب کے لئے تیر بہدف علاج ہونا ثابت ہو گیا۔ اس وقت سے میں عظیم الشان نبی (یعنی محمدؐ) کی خاص طور پر نذر و منزلت کرتا ہوں۔ اس انکشاف کی راہ میں مجھ کو انہیں کے مبارک قول کی شمع نور نے روشنی دکھائی۔ میں نے ان کی وہ حدیث پڑھی۔ جس کا مفہوم یہ ہے۔ کہ جس برتن میں کتا منہ ڈال لے۔ اس کو سات بار دھو لو۔ چھ مرتبہ پانی سے اور ایک بار مٹی سے۔ یہ حدیث دیکھ کر مجھے خیال آیا۔ محمدؐ جیسے عظیم الشان پیغمبر کی شان میں فضول گوئی نہیں ہو سکتی۔ ضرور اس میں مفید راز ہے۔ اور میں نے مٹی کے عنصروں کی کیمیائی تحلیل کر کے ہر ایک عنصر کا داء الکلب میں الگ استعمال شروع کیا۔ آخر میں نوشادر کے تجربہ کی نوبت آتے ہی مجھ پر منکشف ہو گیا کہ اس مرض کا یہی علاج ہے۔ آنحضرتؐ نے مٹی سے برتن دھونے کی رغبت کیوں دلائی۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ نوشادر ہمیشہ مٹی میں موجود رہتا ہے۔ اور اگر آپ نے محض نوشادر ہی سے برتن دھونے کی ہدایت فرمائی ہوتی۔ تو بسا اوقات اس کا ملنا غیر ممکن ہوتا۔ اس لئے مٹی جو ہر وقت اور ہر جگہ پائی جاتی ہے۔ برتنوں کی صفائی کے لئے بہترین ذریعہ صفائی ہے۔ اور اسی طرح آنحضرت کی حدیث

الحُمّٰی من فیح جہنم فابردوھا بالماء

پر اطبا ہنسا کرتے۔

حالانکہ آپ کی غرض اس ارشاد سے یہ تھی کہ صفراوی بخار کا علاج آب سرد سے کرو۔ چنانچہ اب تحقیقات نے واضح کر دیا۔ کہ بخار کا علاج صرف ٹھنڈا پانی ہی نہیں ہے بلکہ برف آب ہے۔ غرضیکہ آنحضرت کی بہت سی حدیثیں فنِ طب کاملہ کا اظہار کرتی ہیں۔ اور اصل الاصول ہیں۔ اور تحقیق و تفتیش ان کی صداقت کاملہ کا اظہار کرتی ہے۔ میں اس پیغمبر کا ادب و احترام کرتا اور کہتا ہوں کہ ابتدائے آفرینش آدمؑ سے اب تک کوئی طبیب و حکیم دنیا میں آپ کا ہم پلہ پیدا نہیں ہوا۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ وَّبَارِکْ وَسَلِّمْ

قرآن تمام آسمانی کتب میں بہترین کتاب ہے

مسٹر آرنلڈ وہائٹ نے اسلامک ریویو ماہ مئی ۱۹۱۶ء صـ ۲۲۶ میں لکھا ہے :-

"وہ اسباق جو ہم عہدنامہ عتیق اور عہدنامہ جدید سے یہودیوں کے توسط سے سیکھتے ہیں۔ نصف یورپ ایک ایک یہودی یعنی جناب مسیحؑ اور بقیہ نصف ایک یہودن یعنی مریمؑ کی پرستش کرتا ہے اس میں بنی نوع انسان کے ساتھ انسانیت سے پیش آنا اور تمام لوگوں کا احترام کرنا سکھاتے ہیں۔ لیکن قرآن نے مسلمانوں کو نہ صرف جنگ آرائی سکھاتی بلکہ پرائیوٹ زندگی میں ہمدردی، خیرات۔ فیاضی شجاعت اور مہمان نوازی کا سبق پڑھایا۔

بابا نانکؒ

نے لکھا ہے :-

توریت - زبور - انجیل ترے پڑھ سن ڈٹھے
رہی قرآن کتاب کل جگ میں پروان جنم ساکھی صـ ۱۴۷

(توریت - زبور - انجیل وغیرہ وغیرہ تمام پڑھ کر دیکھ لئے - قرآن شریف ہی قابلِ قبول اور اطمینان قلب کی کتاب

نظر آئی)

رہی کتاب ایمان دی بیچ کتاب قرآن

(اگر سچ پوچھو تو سچی اور ایمان کی کتاب جس کی ملاقات سے دل باغ باغ ہو جاتا ہے۔ قرآن شریف ہی ہے)

فہرست مضامین

ضروری اطلاع

ہفت روزہ "خدام الدین" کے مندرجہ ذیل پرچے ختم ہو چکے ہیں۔ لیکن ان کی مانگ بدستور موجود ہے بلکہ بڑھتی جا رہی ہے۔

(۱) شمارہ ۳ مؤرخہ ۳ جون ۱۹۵۵ء
(۲) شمارہ ۸ مؤرخہ ۸ جولائی "
(۳) شمارہ ۹ " ۱۵ جولائی "
(۴) شمارہ ۱۵ " ۲۶ اگست "

جن احباب

کے پاس یہ شمارے موجود ہوں۔ اور وُہ ان کو فروخت کرنا چاہیں تو وہ دفتر میں دیکر پوری قیمت لے سکتے ہیں

(مینجر)

نماز اور قرآن

(۲)

از مولانا عبدالحمید صاحب سروش لاہور

تقویٰ قرآن حمید سے معلوم ہوتا ہے کہ پابندیٔ نماز اختیار کرنے سے انسان دولت تقویٰ سے مالا مال ہو جاتا ہے۔ سورۂ بقرہ کی سب سے پہلی آیت میں فرمایا:۔

هُدًى لِّلْمُتَّقِينَ الَّذِينَ يُؤْمِنُونَ بِالْغَيْبِ وَيُقِيمُونَ الصَّلٰوةَ (یہ قرآن) ہدایت ہے متقین کے لئے جو غیب پر ایمان رکھتے ہیں۔ اور نماز کے پابند ہیں۔ بادنیٰ تامل و تفکر یہ نتیجہ نکل آتا ہے کہ جو شخص ایمان بالغیب نہیں رکھتا وہ متقی نہیں۔ جو شخص نماز کا پابند نہیں وہ دولت تقویٰ سے تہی دامن ہے۔ یہ دولت اسے جبھی میسّر ہوگی کہ اپنے اندر وہ تمام اوصاف پیدا کرے گا جن کا اس آیت شریفہ میں ذکر ہوا اور جن میں سے ایک نماز بھی ہے۔

اب اگر ایک شخص اپنی کرامتوں کے ادّعا کے ساتھ ہزار ہا کرشمے دکھا کر عوام کو مبہوت بھی کر دے تو بھی ایک سچا اور متدین پیرو اسلام اسے حسب ہدایت قرآن کریم ایک لمحہ کے لئے بھی متقی نہیں قرار دے گا۔ جب تک کہ نماز کی کامل پابندی کا اسے یقین نہ ہو جائے چہ جائیکہ اولیاء الرحمٰن کی فہرست میں اسے جگہ دی جائے۔ کیونکہ ولایت ایمان اور عمل صالح کا ایک بلند ترین مرتبہ ہے۔ اس پر فائز ہونے کے لئے تقویٰ اوّلین شرط ہے۔ اور یہ مقام رفیع اقامۃ الصلوٰۃ کے زینہ یعنی نماز کی پوری طرح پابندی کے بغیر میسّر نہیں آسکتا۔

نماز کی پوری طرح پابندی اختیار کرنے سے مراد یہ ہے کہ نماز پنجگانہ شرائط و قیود اور سنن و آداب کی کامل رعایت کے ساتھ ایک مکلف انسان کو ہر حالت میں ہر روز ادا کرنی چاہیئے۔ اس لئے قرآن پاک میں صرف نماز ادا کر دینے کا حکم نہیں دیا گیا۔ بلکہ اقامت صلوٰۃ (اقامۃ الصلوٰۃ) کا حکم دیا گیا ہے اور اقامت صلوٰۃ کے معنی قرون اولیٰ سے لے کر آج تک یہی لئے گئے ہیں جو سطور بالا میں مسطور ہیں۔

استعانت اللہ تعالےٰ نے نماز کو وسیلۂ استعانت بنانے کا حکم دیا ہے۔ فرمایا:۔

وَاسْتَعِينُوا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوةِ (بقرہ ع ۵) کہ "صبر اور نماز سے مدد لو" اس آیت میں مستعان علیہ (جس چیز کے لئے مدد طلب کی جائے) مذکور نہیں۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ نماز کے توسل سے مدد چاہنا کسی خاص ضرورت کے ساتھ مختص نہیں۔ بلکہ ہر حاجت میں اور ہر آڑے وقت میں اس سے استعانت کی جا سکتی ہے نماز ہر عقدۂ مشکل میں مشکل کشائی و حاجت روائی کا ایسا نسخہ ہے۔ جس کے تجویز کرنے اور استعمال کی ہدایت کرنے بلکہ حکم فرمانے والی وہ ذات باری عزّ اسمہ ہے جو ارحم الراحمین احکم الحاکمین۔ قاضی الحاجات اور شافی الامراض ہے بھلا اس کی ہدایت پر عمل پیرا ہو کر کوئی شخص محروم رہ سکتا ہے؟ ناممکن ہے۔ یہی سبب ہے کہ جنگ بدر میں دشمن ہر طرح کے سامان حرب سے لیس ہو کر بھاری تعداد میں سر پر موجود اور "ھل من مبارز" (کوئی لڑنے والا ہے تو آئے) کے نعرے لگا رہا ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی جبین اقدس اور زبان مبارک وقف سجدہ و دعا ہے۔ پھر اس سجدہ ریزی و جبہہ سائی کا نتیجہ دنیا نے دیکھ لیا کہ کیا ہوا۔ چند بے سر و سامان اصحاب رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی معیت میں آپ فتح مندی و ظفر یابی کا پھریرا اڑاتے ہوئے واپس تشریف لاتے ہیں۔ حالانکہ اس مختصر سی جمعیت کی ظاہری حالت دیکھ کر کسی کے وہم و گمان میں بھی اتنی بڑی کامیابی کا خیال نہیں آسکتا تھا۔ اب مادہ پرست دنیا اس کی ہزاروں توجیہات بیان کر دے سکتی ہے۔ زبان و ہان و بسان قلم پر قدغن نہیں لیکن اصلی سبب اور حقیقی وجہ اس شاندار کامیابی کی اسی سجدہ و نماز میں پنہاں ہے۔ جس کو دنیا اسلام کی لازوال تاریخ اور ہمیشہ زندہ رہنے والی روایات میں کھلی آنکھوں سے دیکھتی اور نہ بند ہونے والے کانوں سے سنتی ہے لیکن اس دانشمندی کی مدعی۔ عقل کی اندھی کے دل میں مادہ پرستی نے ایسی جڑ پکڑ رکھی ہے کہ حقیقت نفس الامری پر اسے یقین نہیں آتا۔ مگر ہوا وہی کچھ جو عیاں ہی نہیں بلکہ آفتاب نصف النہار کی مانند روشن ہے۔

فَاَيَّدَهٗ بِجُنُوْدٍ لَّمْ تَرَوْهَا وَجَعَلَ كَلِمَةَ الَّذِيْنَ كَفَرُوا السُّفْلٰى وَكَلِمَةُ اللّٰهِ هِيَ الْعُلْيَا (اور اس کی مدد کو وہ فوجیں بھیجیں کہ تم نے نہیں دیکھیں۔ کافروں کی بات نیچے ڈال دی اور اللہ کی بات ہمیشہ اوپر ہے، یعنی حق کا بول بالا ہوتا ہے)

ملاقات رب نماز ملاقات رب کا بھی ذریعہ ہے۔ فرماتے ہیں:۔

وَاِنَّهَا لَكَبِيْرَةٌ اِلَّا عَلَى الْخَاشِعِيْنَ الَّذِيْنَ يَظُنُّوْنَ اَنَّهُمْ مُّلٰقُوْا رَبِّهِمْ وَاَنَّهُمْ اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ۔

(یعنی اقامت صلوٰۃ ان لوگوں کے لئے تو سخت ناگوار ہے۔ جن کے قلوب نعمت خشوع و خضوع سے محروم ہیں اور جنہیں اللہ تعالےٰ سے ملاقی ہونے کی آرزو نہیں۔ ان خاشعین کے لئے یہ عمل ذرہ بھی مشکل نہیں جن کو اپنے رب کی ملاقات کی تمنا ہے۔ اور انھیں معلوم ہے کہ ایک روز اس کے دربار میں پیش ہونا ہے)

تو اس آیہ شریفہ سے معلوم ہوتا ہے کہ نماز جہاں ملاقات رب کا باعث ہے۔ وہاں اس ملاقات کو خوشگوار بنانے کا سبب بھی ہے۔ کیونکہ پیرایۂ بیان سے مومن کے اس عمل کو قابل تعریف و لائق تحسین بتلایا جا رہا ہے۔ محال ہے کہ وہ حکیم و قدیر کسی ایسے فعل پر انسان ضعیف البنیان کی تعریف و تحسین کا لہجہ اختیار فرماتا۔ جس کی عمارت ایک وہمی و فرضی بنیاد پر قائم ہو۔

نظم و ضبط اجتماعی فرمایا:۔ وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَارْكَعُوْا مَعَ الرَّاكِعِيْنَ

اسی نماز میں معلوم ہوتا ہے کہ اللہ جل شانہ نے نظم و ضبط اجتماعی قائم رکھنے کی صلاحیت بھی ودیعت فرمائی ہے۔ اوّل تو قرآن حکیم میں اقامت صلوٰۃ کا حکم دیتے ہوئے بالعموم اللہ جل شانہ نے فرد کو نہیں بلکہ جماعت کو مخاطب ٹھیرایا ہے۔ گو نماز کا درجہ تکمیل انفرادی طور پر حاصل نہیں کیا جا سکتا۔ بلکہ اس کے حصول کے لئے اس عمل خیر میں ایک جماعت سے اشتراک کرنا ناگزیر ہے۔ دوم۔ یہاں حکماً جماعت میں شمولیت کی تصریح فرما کر کسی شک و ریب کی گنجائش ہی باقی نہیں رہنے دی۔ اس امر میں کہ نماز باجماعت سے خود بخود قومی نظم و ضبط کے مظاہر و ثمرات سے مسلمان بہرہ ور ہونے لگ جاتے ہیں۔ اسی لئے فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صلوٰۃ الجماعۃ تفضل علی صلوٰۃ الرجل وحدہ بسبع وعشرین درجۃ؟ (نماز باجماعت نماز منفرد پر ستائیس درجہ افضل ہے)

(باقی باقی)

آرزو!

از مولانا عبد الحمید صاحب سروش لاہور

مدینہ، مدینہ، مدینہ، مدینہ

مدینہ مری آرزو کا سفینہ   وہ مہرِ بقاءِ ابد کا نگینہ
بسی جب سے دل میں ہوائے مدینہ   رہا بس میں اپنے نہ مرنا نہ جینا

مدینہ، مدینہ، مدینہ، مدینہ

مدینہ کی کیا پوچھتے ہو حقیقت؟   خدائی کے اسرار کا ہے سفینہ
مدینہ کی گلیاں وہ جنّت کی راہیں   وہ نورِ مجسّم غبارِ مدینہ

مدینہ، مدینہ، مدینہ، مدینہ

گھٹا نور کی ہر طرف چھا رہی ہے   یہیں ہے ضیا بارِ ماہِ مدینہ
تمنّائے جنّت نہ خوفِ جہنّم   مرے دل میں ہے آرزوئے مدینہ

مدینہ، مدینہ، مدینہ، مدینہ

ضعیف و غریب و پریشان و حیراں   پھروں کب تلک تاجدارِ مدینہ
نگاہِ کرم کی تمنّا ہے حضرت   بھنور میں مرا آ پھنسا ہے سفینہ

مدینہ، مدینہ، مدینہ، مدینہ

نہ لے چٹکیاں جس میں شوقِ حضوری   گذرتا نہیں کوئی ایسا مہینہ
مدینہ کو پھر قافلے جا رہے ہیں   لٹاتے ہیں شاہِ مدینہ خزینہ

مدینہ، مدینہ، مدینہ، مدینہ

حضورؐ آپ کی آستاں پر پڑا ہوں   نہیں ہے مگر التجا کا قرینہ
سروشِ حزیں کا وہ ملجا و ہادی   وہ دربارِ باری کا بےمثل زینہ

مدینہ، مدینہ، مدینہ، مدینہ

مرتبہ: چودھری عبدالرحمن خاں صاحب

آج مؤرخہ ۵ر جمادی الاخریٰ ۱۳۷۵ھ مطابق ۱۹ر جنوری ۱۹۵۶ء مخدومنا و مرشدنا حضرت مولینا احمد علی صاحب نے ذکر کے بعد مندرجہ ذیل تقریر فرمائی۔

نورِ فطرۃ کی تکمیل

بِسمِ اللہِ الرَّحمٰنِ الرَّحِیمِ ط

اَلحَمدُ لِلّٰہِ وَ کَفٰی وَ سَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِینَ اصطَفٰی ۔ اَمَّا بَعد

میں ہمیشہ آپ سے عرض کیا کرتا ہوں کہ یہ مجلس ان احباب کے لئے ہے۔ جن کا مجھ سے اللہ اللہ کرنے کا تعلق ہے اور جو ہمارے خاندان کے بزرگوں کے نقشِ قدم پہ چلنا چاہتے ہیں۔ اس کا مقصد یہ ہے کہ میرے اور آپ کے اندر علم الٰہی کے ساتھ اس کا عمل بھی پیدا ہو جائے۔ دوسرے احباب بھی آ جاتے ہیں ع

چشم ما روشن دل ماشاد

اگر خارجی نور تائید نہ کرے تو ظاہری بینائی بیکار ہوتی ہے۔ بینائی خداداد ہو لیکن اس بینائی کو بروئے کار لانے کے لئے خارجی روشنی ضروری ہے۔ مثلاً رات اندھیری ہو کمرہ بند ہو اور اس میں روشن دان بھی نہ ہوں اور ہاتھ کو ہاتھ نظر نہ آئے۔ اس جگہ مادر زاد اندھا اور بینا برابر ہیں۔ سورج۔ چاند۔ ستارے یا کسباً حاصل شدہ روشنی خارجی روشنی کہلاتی ہے۔ اپنی بینائی سلامت ہو پھر خارجی روشنی جتنی تیز ہو گی اتنی ہی دور تک دکھائی دے گا۔ دن کو سورج کی تیز روشنی میں شاہی مسجد کے مینار سے مقبرۂ جہانگیر کے مینار نظر آتے ہیں۔ رات کو چاند اور ستاروں کی روشنی اتنی تیز نہیں ہوتی۔ اس لئے زیادہ دور تک دکھائی نہیں دیتا۔ زمین قابلِ کاشت ہو۔ لیکن اگر بالی نہ آئے اور پانی بھی نہ ملنے پائے تو وہ بیکار پڑی رہے گی۔ اسی طرح نورِ فطرۃ موجود ہو۔ یعنی اندر قبولیت حق کی استعداد ہو۔ لیکن جب تک خارج کا نورِ ہدایت تائید نہ کرے یہ استعداد بروئے کار نہیں آتی حضور کا ارشاد ہے "کل مولود یولد علی الفطرۃ فابواہ یہودانہ او ینصرانہ او یمجسانہ" علمی طور پر نورِ ہدایت کتب سماوی اور عملی طور پر انبیاء علیہ السلام ہوتے ہیں۔ آجکل علمی لحاظ سے یہ نورِ ہدایت قرآن مجید ہے۔ اور عملی لحاظ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ میں کہا کرتا ہوں کہ بین الدفتین جو چیز میرے اور آپ کے سامنے ہے وہ علم قرآن ہے اور حضور عمل قرآن ہیں۔ یہ قال قرآن ہے وہ حال قرآن ہیں۔ یہ صورت قرآن ہے اور وہ سیرت قرآن ہیں۔ حضور آفتاب اور صحابہ کرام رضوان اللہ تعالےٰ علیہم اجمعین چاند کی مانند تھے۔ اور اب علمائے کرام مثل ستاروں کے ہیں۔

صحابہ کرام کو حضور کی صحبت میں جتنا تیز نورِ باطن عطا ہوا تھا وہ بعد میں کسی کو نصیب نہ ہوا۔ یہ اسی کا نتیجہ تھا کہ اللہ تعالےٰ نے ان سے وہ کام لئے جو بظاہر عقل میں نہیں آتے۔ ہجرت کے بعد حضور کی دس سالہ حیات طیبہ کے ۱۲۰ ماہ بنتے ہیں۔ اور اسمیں غزوات اور سرایا ملا کر کل ۱۲۱ لڑائیاں صحابہ کرام نے لڑی ہیں۔ گویا ہر مہینہ ایک لڑائی۔ پھر بادشاہ سلامت وہ ہیں جن کے خزانہ میں نہ کھانے کے لئے روٹی نہ پہننے کے لئے کپڑا۔ جو مال غنیمت آتا ہے وہ سب تقسیم فرما دیتے ہیں۔ جنگ تبوک میں بعض صحابہ کرام نے سواری کے لئے حضور سے عرض کی تو آپ نے فرمایا کہ میرے پاس کوئی سواری نہیں قرآن کی شہادت ہے کہ حضور کا یہ جواب سن کر وہ حضرات روتے ہوئے جا رہے تھے۔ ان کو نہ بال بچوں کی فکر ہوتی تھی نہ گھر بار کا خیال آتا تھا۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ وہ انسان نہ تھے۔ کوئی جن تھے۔ دراصل باور انجن تھے حضور کی ذات مبارک تھی۔ آپ کی روحانی طاقت صحابہ سے مافوق الفطرۃ کام کرا رہی تھی۔ حضور کے اندر اتنی روحانی طاقت تھی کہ ساری دنیا بھی سیراب ہو جاتی تو بھی نہ ختم ہوتی۔

صحابہ کرام کے اندر جو رنگ تھا وہ تابعین میں نہیں تھا۔ جو تابعین میں تھا۔ وہ تبع تابعین میں نہ تھا۔ اور جو تبع تابعین میں تھا۔ وہ بعد والوں میں نہیں ہے۔ دس ہزار ستارے بھی اکٹھے ہو جائیں تو ایک چاند کے برابر نہیں ہو سکتے۔ ستارے بھی روشنی دیتے ہیں۔ لیکن سورج اور چاند کے مقابلہ میں ان کی روشنی بہت کم ہوتی ہے۔ اسیطرح علمائے کرام صوفیائے عظام بھی نورِ ہدایت کے علم بردار ہیں۔ لیکن حضور اور صحابہ کرام کے مقابلہ میں اُن کی وہ حیثیت نہیں۔

قرآن مجید کی حفاظت اللہ تعالےٰ نے اپنے ذمہ لے رکھی ہے۔

اِنَّا نَحنُ نَزَّلنَا الذِّکرَ وَاِنَّا لَہٗ لَحٰفِظُونَ ۔

(سورہ الحجر رکوع ۱ پارہ ۱۴)

ترجمہ:۔ تحقیق ہم نے ذکر (قرآن) اتارا ہے اور ہم ہی اس کے نگہبان ہیں۔

اس کی حفاظت انسانوں سے کرا رہے ہیں۔ علماء کرام اس کے قال کے اور صوفیاء عظام حال کے محافظ ہیں۔ یہی دونوں جماعتیں حاملین دین ہیں۔ علمائے کرام قرآن سمجھا دیتے ہیں صوفیاء عظام اس کا رنگ چڑھا دیتے ہیں۔ قرآن رنگ ہے۔ صبغۃ اللہ ومن احسن من اللہ صبغۃ

(سورۃ البقرہ ر ۱۶ پارہ ع ۱)

ترجمہ:۔ اللہ کا رنگ اور اللہ سے اچھا کس کا رنگ ہو سکتا ہے۔

دنیا کے رنگ ظاہر کو رنگتے ہیں اور قرآن باطن کو رنگتا ہے۔ قرآن کا رنگ چڑھ جائے تو انسان انسان بنتا ہے۔ بعض حضرات جامع بھی ہوتے ہیں۔ وہ ظاہری علم کے فاضل اجل اور باطن کے کامل اکمل ہوتے ہیں۔ سلسلہ عالیہ دیوبند میں اس قسم کے حضرات ہمیشہ رہے ہیں۔ آج کل حضرت مولینا حسین احمد صاحب مدنی سلمہ اللہ ہیں۔ ان سے پہلے حضرت مولینا انور شاہ صاحب رحمۃ اللہ تھے۔ ان سے پہلے حضرت شیخ الہند تھے ان سے پہلے بانئ دارالعلوم دیوبند حضرت مولانا محمد قاسم صاحب نانوتوی نور اللہ مرقدہٗ تھے۔ حضرت نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ اتنے سادہ مزاج تھے کہ ان کو دیکھ کر کوئی شخص بھی یہ نہیں کہہ سکتا تھا کہ وہ جامع صفات بزرگ

ایک دفعہ دیانند سے آپؒ کا مناظرہ ہوا۔ پنڈال میں تل رکھنے کو جگہ نہ تھی۔ جب آپؒ تشریف لائے تو دروازہ پر چپڑاسی نے روک کر کہا کہ ارے بڈھے تو اندر جا کر کیا کرے گا۔ فرمایا میں بھی سنوں گا۔ اس کے بعد جب آپؒ نے تقریر فرمائی تو خود ہندوؤں کا بیان ہے کہ ایسے معلوم ہوتا تھا کہ مولانا کے منہ سے علم کی دیوی بول رہی تھی۔

حضرت مولانا عبداللہ صاحب فاروقی جنگڑ محلہ (انار کلی) میں رہتے ہیں۔ ان کا بیان ہے کہ میں جب حج پر گیا تو حضرت مدنی مدظلہ العالی مدینہ میں قیام فرما تھے۔ میں جب مدینہ منورہ پہنچا تو دیکھا کہ حضرت پھر رہے ہیں۔ تھوڑی دیر بعد میرے پاس تشریف لائے۔

میں نے جب عرض کی کہ حضرت کیسے تشریف لائے تو فرمایا کہ تمہیں کیوں بتلاؤں۔ ان کا بیان ہے کہ آپ دراصل مجھے لینے کے لئے آئے تھے۔ تھوڑی دیر بعد فرمانے لگے کہ پاندان گم کر آئے ہو۔ یہ حضرت کا ماضی کے متعلق کشف تھا۔ میں نے عرض کی کہ حضرت ملے گا بھی یا نہیں تو فرمایا۔ ہاں! ہاں مل جائے گا۔ یہ مستقبل کا کشف تھا۔ چنانچہ وہ مل گیا۔ ان کی طبیعت میں ظرافت تھی۔ مگر اب تقسیم کے بعد روتے رہتے ہیں ع

ما درچہ خیالیم و فلک درچہ خیال

ان کا ہی بیان ہے کہ ایک دفعہ میں نے حضرت کا جوتا سیدھا کر دیا تو آپ نے میرا جوتا اٹھا کر سر پر رکھ لیا اور فرمایا کہ توبہ کرو۔ کہ آئندہ میرے جوتے کو ہاتھ نہ لگاؤ گے۔ میں نے عرض کی کہ حضرت اگر اس ادب کا یہی صلہ ملتا ہے۔ تو میں اس سے باز آیا۔ یہ شیخ العرب والعجم ہیں۔ مگر ہستی فنا ہے۔

میری ان کے متعلق رائے ہے کہ اس وقت ان کی ہند و پاکستان میں نظیر نہیں ہے۔ شاید یہ کہنا مبالغہ نہ ہو کہ ساری دنیا کے مسلمانوں میں ان کا کوئی ہم پلہ نہیں

عالم شکوک و شبہات دور کر دے گا۔ مگر عمل کا رنگ نہیں چڑھتا۔ جب تک کامل کی صحبت نصیب نہ ہو۔ کامل سے اخذ فیض کے لئے عقیدت۔ ادب اور اطاعت کی ضرورت ہے ؎

بے سجادہ رنگین کن گرت پیر مغاں گوید
کہ سالک بے خبر نبود ز راہ و رسم منزلہا

عقیدت۔ ادب اور اطاعت نہ ہو تو کامل کی صحبت بھی کچھ فائدہ نہیں دیتی۔ ؎

تہیدستان قسمت راچہ سود از رہبر کامل
کہ خضر از آب حیواں تشنہ می آرد سکندر را

علماء کرام اور صوفیاء عظام کا سلسلہ قرآن کی حفاظت کے لئے ہے۔ فوج دراصل سپاہیوں کے مجموعے کا نام ہے۔ لیکن اس میں ڈاکٹر۔ لنگری۔

اور بہرے سب شامل ہوتے ہیں۔

حضور کا ارشاد ہے:۔

عن زید بن خالد ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال من جھز غازیا فی سبیل اللہ فقد غزا و من خلف غازیا فی اھلہ فقد غزا (متفق علیہ)

(ترجمہ:۔ زید بن خالد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ تحقیق رسول اللہ نے فرمایا۔ جس شخص نے کسی جہاد کرنے والے کا سامان درست کر دیا۔ اس نے گویا جہاد ہی کیا۔ اور جو شخص جہاد کرنے والے کے اہل و عیال کا خدمت گذار رہا اس نے بھی گویا جہاد ہی کیا۔)

دوسرا ارشادِ نبوی علیہ الصلوٰۃ والسلام ہے:۔

عن عقبۃ بن عامر قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول ان اللہ یدخل بالسھم الواحد ثلثۃ نفرِ الجنۃ صانعہ یحتسب فی صنعتہٖ الخیر والرامی بہ ومنبلہ (الحدیث)
رواۃ الترمذی و ابن ماجۃ)

ترجمہ:۔ عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سُنا ہے۔ خداوند تعالےٰ ایک تیر سے تین آدمیوں کو جنت میں داخل کرتا ہے۔ ایک تو تیر بنانے والے کو جو ثواب کی نیت سے بنائے۔ دوسرے تیر چلانے والے کو۔ تیسرے تیر دینے والے کو)

قرآن مجید کی حفاظت دراصل علماء کرام اور صوفیائے عظام کا کام ہے لیکن ان ارشادات نبوی کے ماتحت اس کام میں ہر ایک حصہ دار ہو سکتا ہے۔ اسی لئے میں آپ سے کہا کرتا ہوں کہ جو عالم یہاں قرآن مجید پڑھنے آتے ہیں۔ اگر آپ ان کی خوراک کے لئے انجمن کے خزانہ میں کچھ دے دیں گے تو وہ آپ کی کمائی سے حلال روٹی کھا کر جائیں گے جب تک وہ اشاعت قرآن کرتے رہیں گے۔ شہنشاہ حقیقی کے خزانے میں آپ کا حصہ بھی ہو جائے گا۔

فطرۃ سلیم کو بروئے کار لانے کے لئے علمائے کرام اور صوفیائے عظام کی ضرورت ہے۔ آج جتنے عالم نظر آتے ہیں۔ یہ گورنروں۔ وزراء اور سرکاری افسروں کی محنت کا نتیجہ نہیں ہیں۔ علمائے کرام کی قوتِ گویائی سے کتاب اللہ کا علم دل میں آتا ہے۔ کامل اس کو اعضاء میں اتارتے ہیں۔ ان میں بعض بڑے اور بعض چھوٹے ہیں دنیا دار سمجھتے ہیں کہ ہم کامل مکمل ہو گئے۔ لیکن جب تک

علم صحیح کے ساتھ عمل نہ ہو۔ انسان کامل نہیں ہو سکتا۔ سورہ یونس رکوع ۵ پارہ ۱۱ میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

وَمِنْهُمْ مَنْ يَنْظُرُ إِلَيْكَ ۚ أَفَأَنْتَ تَهْدِي الْعُمْيَ وَلَوْ كَانُوا لَا يُبْصِرُونَ۔

ترجمہ (اور ان میں سے بعض وہ لوگ ہیں۔ جو آپ کی طرف دیکھتے ہیں۔ کیا آپ اندھے کو ہدایت کر سکتے ہیں۔ اگرچہ وہ نہ دیکھتے ہوں)

یہ وہ لوگ ہیں جن کا نورِ فطرت بجھ چکا ہے۔ اللہ تعالےٰ حضورؐ سے فرماتے ہیں کہ آپ ان کو سنا نہیں سکتے۔ جس طرح اندھے کو دکھایا نہیں جا سکتا اور بہرے کو سنایا نہیں جا سکتا۔ اسی طرح ممسوخ الفطرۃ لوگوں کو راہِ ہدایت نہیں دکھایا جا سکتا۔ یہ وہ لوگ ہیں جن کا حق کی مخالفت کی وجہ سے نورِ فطرۃ بجھ چکا ہے۔ انہیں کے متعلق سورۃ البقرہ رکوع ۱ میں ارشاد فرماتے ہیں:۔

إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا سَوَاءٌ عَلَيْهِمْ أَأَنْذَرْتَهُمْ أَمْ لَمْ تُنْذِرْهُمْ لَا يُؤْمِنُونَ۔

(ترجمہ:۔ بے شک جو لوگ کافر ہوئے۔ برابر ہے ان کے حق میں خواہ آپ ان کو ڈرائیں یا نہ ڈرائیں۔ وہ ایمان نہیں لائیں گے)

میری ساری تقریر کا حاصل یہ ہے کہ اگر فطرت سلیمہ موجود ہو۔ اور اس کو باہر کے منبع ہدایت سے رہنمائی ہے تو فائدہ ہوتا ہے۔ ورنہ فطرت سلیمہ بھی بیکار ہوتی ہے۔ جو حضرات منبع ہدایت ہیں۔ ان کی صحبت کے بغیر دین حاصل نہیں ہوتا۔ اللہ تعالےٰ مجھے اور آپ کو ان کی صحبت سے استفادہ کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور مسخ ہونے سے بچائے۔ آمین یا الٰہ العالمین۔

وَمَا عَلَيْنَا إِلَّا الْبَلَاغُ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ؕ

خُطبۃ یوم الجمعۃ - ۶ جمادی الثانی ۱۳۷۵ھ ۲۰ جنوری ۱۹۵۶ء

انبیائے سابقین علیہم السّلام کے اتبّاع کا حُکم

از جناب شیخ التفسیر حضرت مولینا احمد علی صاحب خطیب جامع مسجد شیرانوالہ دروازہ لاہور

قولہ تعالےٰ (اُولٰٓئِکَ الَّذِیْنَ ھَدَی اللّٰہُ فَبِھُدٰھُمُ اقْتَدِہْ ؕ) (الآیۃ سورۃ الانعام رکوع ۱۰ پارہ ۷)

ترجمہ :- یہ وہ لوگ تھے جنہیں اللہ نے ہدایت دی- سو تو ان کے طریقہ پر چل- کہدو- میں تم سے اس پر کوئی مزدوری نہیں مانگتا۔ سورۃ الانعام کے اسی رکوع میں ۱۸ انبیاء علیہم السلام کا ذکر ہے- ان کا ذکر خیر کرنے کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کے طریقہ پر چلنے کا حکم دیا گیا ہے

تمام انبیاء علیہم کے دین اصول میں متحد ہیں

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ- اَنَا اَوْلَی النَّاسِ بِعِیْسَی بْنِ مَرْیَمَ فِی الْاُوْلٰی وَالْاٰخِرَۃِ اَلْاَنْبِیَاءُ اِخْوَۃٌ مِّنْ عَلَّاتٍ وَاُمَّھَاتُھُمْ شَتّٰی وَدِیْنُھُمْ وَاحِدٌ وَلَیْسَ بَیْنَنَا نَبِیٌّ (متفق علیہ)

ترجمہ :- ابی ہریرہ سے روایت ہے- کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا- میں دنیا اور آخرت میں عیسیٰ بن مریم سے سب سے زیادہ قریب ہوں- سب انبیاء علاتی بھائی ہیں اور ان کی مائیں مختلف ہیں- اور ان (سب) کا دین ایک ہی ہے- اور ہمارے درمیان (یعنے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور عیسے علیہ السلام) کوئی نبی نہیں ہے-

شرح الحدیث

علاتی بھائی کہتے ہیں تمام انبیاء علیہم السلام کی بعثت کا مقصد جو ایک ہے یعنی مخلوق کی راہ نمائی- اسے باپ سے تشبیہ دی گئی ہے- اور ان کی شریعتیں جو صورتوں میں ایک دوسری سے جُدا ہیں- اور مقصد میں ایک دوسری کے قریب قریب ہیں- انہیں ماؤں کے ساتھ تشبیہ دی گئی ہے- ان کے دین کے ایک ہونے کا مطلب یہ ہے- کہ شریعتیں اگرچہ متعدد اور مختلف ہیں لیکن ان کے دین کی اصل توحید اور اطاعت ہے- وہ ایک ہے- پس وہ سب میرے اقارب ہیں- لیکن عیسےؑ میرے سب سے زیادہ قریب ہیں- اور (اِنَّ اَوْلَی النَّاسِ بِاِبْرَاھِیْمَ لَلَّذِیْنَ اتَّبَعُوْہُ وَھٰذَا النَّبِیُّ) کا مطلب یہ ہے- کہ حضور انور اقتداء کے لحاظ سے ابراہیمؑ کے سب سے زیادہ قریب ہیں- اور قرب زمانہ کے لحاظ سے عیسٰی زیادہ قریب ہیں (از لمعات شرح مشکوٰۃ)

امت محمدیہؐ بھی ضمناً اس حکم میں شامل ہے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کو ارشاد ہے- لَقَدْ کَانَ لَکُمْ فِیْ رَسُوْلِ اللّٰہِ اُسْوَۃٌ حَسَنَۃٌ لِّمَنْ کَانَ یَرْجُوا اللّٰہَ وَالْیَوْمَ الْاٰخِرَ وَذَکَرَ اللّٰہَ کَثِیْرًا ؕ (سورہ الاحزاب رکوع ۳ پ ۲۱)

ترجمہ :- البتہ تمہارے لئے رسول اللہ میں اچھا نمونہ ہے- جو اللہ اور قیامت کی امید رکھتا ہے- اور اللہ کو بہت یاد کرتا ہے-

لہذہ جب سید الانبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام کو انبیاء سابقین کے مسلک پر چلنے کے لئے مامور کیا جا رہا ہے- تو آپ کی امت بھی اس خطاب میں یقیناً شامل ہوگی-

دربار الٰہی میں عزت حاصل کرنے کا طریقہ

عَنْ عُمَرَ قَالَ وَھُوَ عَلَی الْمِنْبَرِ یَا اَیُّھَا النَّاسُ تَوَاضَعُوْا فَاِنِّیْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ مَنْ تَوَاضَعَ لِلّٰہِ رَفَعَہُ اللّٰہُ فَھُوَ فِیْ نَفْسِہٖ صَغِیْرٌ وَفِیْ اَعْیُنِ النَّاسِ عَظِیْمٌ وَمَنْ تَکَبَّرَ وَضَعَہُ اللّٰہُ فَھُوَ فِیْ اَعْیُنِ النَّاسِ صَغِیْرٌ وَفِیْ نَفْسِہٖ کَبِیْرٌ حَتّٰی لَھُوَ اَھْوَنُ عَلَیْھِمْ مِنْ کَلْبٍ اَوْ خِنْزِیْرٍ (رواہ البیہقی)

ترجمہ :- عمرؓ سے روایت ہے- آپ نے منبر پہ فرمایا- اے لوگو- تواضع کرو- کیونکہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے- آپ نے فرمایا جس شخص نے اللہ کے لئے تواضع کی- اسے اللہ بلند کردیگا پس وہ اپنے دل میں حقیر ہوگا- اور لوگوں کی نظروں میں بڑا ہوگا- اور جس نے تکبر کیا- اللہ اسے ذلیل کردے گا- پس وہ لوگوں کی نظروں میں ذلیل ہوگا- اور اپنے خیال میں بڑا ہوگا- یہاں تک کہ وہ ان کی نظر میں کتے اور خنزیر سے بھی زیادہ ذلیل ہوگا-

انبیاء علیہم السّلام کے اخلاق کی بلندی

عَنْ اَنَسٍ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ یُحْبَسُ الْمُؤْمِنُوْنَ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ حَتّٰی یُھَمُّوْا بِذٰلِکَ فَیَقُوْلُوْنَ لَوِ اسْتَشْفَعْنَا اِلٰی رَبِّنَا فَیُرِیْحُنَا مِنْ مَّکَانِنَا فَیَاْتُوْنَ اٰدَمَ فَیَقُوْلُوْنَ اَنْتَ اٰدَمُ اَبُو النَّاسِ خَلَقَکَ اللّٰہُ بِیَدِہٖ وَاَسْکَنَکَ جَنَّتَہٗ وَاَسْجَدَ لَکَ مَلٰٓئِکَتَہٗ وَعَلَّمَکَ اَسْمَاءَ کُلِّ شَیْءٍ اِشْفَعْ لَنَا عِنْدَ رَبِّکَ حَتّٰی یُرِیْحَنَا مِنْ مَّکَانِنَا ھٰذَا فَیَقُوْلُ لَسْتُ ھُنَاکُمْ وَیَذْکُرُ خَطِیْئَتَہُ الَّتِیْ اَصَابَ اَکْلَہٗ مِنَ الشَّجَرَۃِ وَقَدْ نُھِیَ عَنْھَا وَلٰکِنِ ائْتُوْا نُوْحًا اَوَّلَ نَبِیٍّ بَعَثَہُ اللّٰہُ اِلٰٓی اَھْلِ الْاَرْضِ فَیَاْتُوْنَ نُوْحًا فَیَقُوْلُ لَسْتُ ھُنَاکُمْ وَیَذْکُرُ خَطِیْئَتَہُ الَّتِیْ اَصَابَ سُؤَالَہٗ رَبَّہٗ بِغَیْرِ عِلْمٍ وَلٰکِنِ ائْتُوْا اِبْرَاھِیْمَ خَلِیْلَ الرَّحْمٰنِ قَالَ فَیَاْتُوْنَ اِبْرَاھِیْمَ فَیَقُوْلُ اِنِّیْ لَسْتُ ھُنَاکُمْ وَیَذْکُرُ ثَلٰثَ کَذِبَاتٍ کَذَبَھُنَّ وَلٰکِنِ ائْتُوْا مُوْسٰی عَبْدًا اٰتَاہُ اللّٰہُ التَّوْرٰۃَ وَکَلَّمَہٗ وَقَرَّبَہٗ نَجِیًّا قَالَ فَیَاْتُوْنَ مُوْسٰی فَیَقُوْلُ اِنِّیْ لَسْتُ ھُنَاکُمْ وَیَذْکُرُ خَطِیْئَتَہُ الَّتِیْ اَصَابَ قَتْلَہُ النَّفْسَ وَلٰکِنِ ائْتُوْا عِیْسٰی عَبْدَ اللّٰہِ وَرَسُوْلَہٗ وَرُوْحَ اللّٰہِ وَکَلِمَتَہٗ قَالَ فَیَاْتُوْنَ عِیْسٰی فَیَقُوْلُ لَسْتُ ھُنَاکُمْ وَلٰکِنِ ائْتُوْا مُحَمَّدًا عَبْدًا غَفَرَ اللّٰہُ لَہٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِہٖ وَمَا تَاَخَّرَ قَالَ فَیَاْتُوْنِیْ فَاَسْتَاْذِنُ عَلٰی رَبِّیْ فِیْ دَارِہٖ فَیُؤْذَنُ لِیْ عَلَیْہِ فَاِذَا رَاَیْتُہٗ وَقَعْتُ سَاجِدًا

الحدیث وفی آخرہ متفق علیہ

ترجمہ :- انس سے روایت ہے- تحقیق نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا- قیامت کے دن مومن بند کر دیئے جائیں گے- یہاں تک اس (بندش) کے سبب بڑے مغموم ہوں گے- پھر کہیں گے- کاش کہ ہم اپنے رب کے ہاں کسی کی سفارش کرلیتے- پھر ہمیں اس جگہ سے راحت پہنچاتا- پھر آدم کے پاس آئیں گے- پھر عرض کریں گے- آپ آدم سب کے باپ ہیں- اللہ نے آپ کو اپنے ہاتھ سے بنایا تھا- اور اپنی جنت میں ٹھیرایا تھا- اور اپنے فرشتوں سے آپ کو سجدہ کرایا تھا- اور آپ کو ہر چیز کے نام سکھائے تھے- اپنے رب کے ہاں ہماری سفارش کیجئے- تاکہ ہماری اس

جگہ سے ہمیں راحت دے۔ پھر وہ کہیں گے۔ میں اس کام کا اہل نہیں ہوں۔ اور اپنی وہ خطا یاد کریں گے۔ جو (بہشت میں) درخت کے کھانے سے ان سے ہوئی تھی۔ حالانکہ اس سے منع کئے گئے تھے۔ بلکہ نوح کے پاس جاؤ۔ وہ پہلے نبی ہیں۔ جنہیں اللہ نے زمین والوں کی طرف سے بھیجا تھا۔ پھر نوح کے پاس جائیں گے وہ کہیں گے۔ میں اس کام کا اہل نہیں ہوں۔ اور اپنی وہ خطا یاد کریں گے۔ جو غلطی سے اپنے رب سے سوال کرنے میں کی تھی۔ (جو اپنے کافر بیٹے کے لئے سفارش کی تھی) بلکہ ابراہیم خلیل الرحمن کے پاس جاؤ۔ آپ نے فرمایا۔ پھر ابراہیمؑ کے پاس جائیں گے۔ وہ فرمائیں گے۔ میں اس کام کا اہل نہیں ہوں۔ اور تین اپنے جھوٹ یاد کریں گے۔ جو انہوں نے بولے تھے۔ بلکہ موسیٰ کے پاس جاؤ۔ وہ ایسا بندہ ہے جسے اللہ نے تورات دی تھی۔ اور اس سے کلام بھی فرمائی تھی۔ اور سرگوشی کے لئے قریب بھی بلایا تھا۔ آپ نے فرمایا پھر موسیٰ کے پاس جائیں گے۔ پھر وہ فرمائیں گے۔ میں اس کام کا اہل نہیں ہوں۔ اور اپنا وہ گناہ یاد کریں گے۔ جو ایک آدمی کے قتل کر ڈالنے میں کیا تھا۔ بلکہ عیسےٰ اللہ کے بندے۔ اور اس کے رسول اور اللہ کی روح اور اس کے کلمے کے پاس جاؤ۔ آپ نے فرمایا۔ پھر عیسےٰ کے پاس جائیں گے۔ پھر وہ فرمائیں گے۔ میں اس کام کا اہل نہیں ہوں۔ بلکہ تم محمد کے پاس جاؤ۔ وہ ایسے بندے ہیں۔ جنہیں اللہ نے پہلے اور پچھلے گناہ سب معاف فرما دیئے ہیں۔ آپ نے فرمایا پھر وہ لوگ میرے پاس آئیں گے۔ پھر میں اپنے رب کے محل میں داخل ہونے کی اجازت لوں گا۔ پھر مجھے اللہ کے روبرو حاضر ہونے کی اجازت دیدی جائے گی۔ پھر جس وقت میں اسے دیکھوں گا میں سر بسجود ہو جاؤں گا۔ الیٰ آخر الحدیث۔

سیرت انبیاء علیہم السلام میں تین سبق

پہلا سبق

دُنیا کی ابتدا سے لے کر قیامت تک اربوں در اربوں بلکہ کھرب در کھرب مومنوں کی تعداد ہوگی۔ سب یک زبان ہو کر سوائے آدم علیہ السلام کے باقی انبیاء علیہم السلام کے حضور میں ایک پیغمبر کی سفارش بھی ساتھ بھجاتے ہیں کہ آپ بارگاہ الٰہی میں ہماری سفارش کے اہل ہیں۔ لیکن انبیاء علیہ السلام کی ہستی اپنی نظر میں اس قدر فنا ہے کہ باوجود اتنی شہادتوں کے اپنے محاسن نظر ہی نہیں آتے۔ اور ان کے اندر عجب یا کبر پیدا نہیں ہوتا اور یہی جواب دیتے ہیں کہ میں اس قابل نہیں ہوں۔

دوسرا سبق

اپنا حسن و کمال تو نظر سے اوجھل ہے۔ دوسروں کا حسن و کمال بڑی وضاحت اور بڑے شوق سے بیان فرماتے ہیں۔ کہ فلاں نبی کے پاس جاؤ۔ اس میں فلاں فلاں کمال ہیں۔

تیسرا سبق

برادران اسلام! انبیاءِ امت کے گناہوں کی قسم سے معصوم اور پاک ہوتے ہیں۔ وُہ حضرات اللہ جل شانہ کے حکم کی کبھی نافرمانی نہیں کرتے۔ البتہ اللہ تعالےٰ کا حکم نازل ہونے سے پہلے اپنی مرضی اور صوابدید کے مطابق کوئی کام کر دیتے ہیں۔ اور وُہ کام اللہ تعالےٰ کی صوابدید کے خلاف ہوتا ہے۔ اس پر ان حضرات کو تنبیہ ہو جاتی ہے۔ یہی ان کا ذنب کہلاتا ہے۔ اور اُن کے ذنب میں اس قدر نیکی۔ پاکیزگی رضائے مولا مطلوب اور شفقت علی الخلق کے انوار ہوتے ہیں۔ جو اُمت کی نیکیوں میں بھی وہ انوار ہرگز نہیں پائے جاتے۔ مگر وُہ حضرات مرضیٔ الٰہی کے خلاف اولیٰ کرنے کو بھی ذنب (گناہ) ہی خیال فرماتے ہیں اس لئے اللہ تعالےٰ کے روبرو جانے سے گھبراتے ہیں۔ اللہ تعالےٰ ہمیں ان کی سی صلاحیت عطا فرمائے اور صحیح طریقے سے اُن کے نقش قدم پہ چلائے۔ امین یا الہ العالمین!

دُعا

برادران اسلام! اللہ تعالےٰ سے دعا کیجئے کہ ہمیں انبیاءؑ کے نقش قدم پہ چلنے کی توفیق عطا فرمائے اور اُن کے اتباع میں مندرجہ ذیل چیزیں ہمارے اندر بھی پیدا ہو جائیں۔ خواہ کوئی کتنی بھی ہماری تعریف کرے۔ مگر ہمارے اندر عجب[1] اور کبر[2] (خود پسندی۔ اپنی عزت[3] اور دوسرں کی ذلت) پیدا نہ ہونے پائے۔ اپنے کمالات[4] اور محاسن نظر ہی نہ آئیں۔ اور دوسروں[5] کے کمالات روز روشن کی طرح نظر آئیں۔ اور اللہ تعالےٰ ہمیں اپنے اوامر کی تعمیل اور مناہی سے بچنے کی توفیق عطا فرمائے۔ بلکہ انبیاء کی طرح خلاف[6] اولیٰ مرضی الٰہی سے بھی بچائے۔ امین یا الہ العالمین!

ان صفات کے پیدا کرنے کا ذریعہ

برادران اسلام! اِنسان کے اندر ان صفاتِ حمیدہ کے نمودار ہونے کی فقط دو صورتیں ہیں۔ یا تو اللہ تعالےٰ کسی کو مادر زاد ولی پیدا کر دے اور یا اللہ تعالےٰ کے اُن مقبول بندوں کی صحبت نصیب ہو جائے۔ جن کا اپنا یہ حال ہو۔ تب بقول شخصے ؎

بلے میوہ ز میوہ رنگ گیرد

انشاء اللہ تعالےٰ اِنسان پہ یہ رنگ چڑھ سکتا ہے۔ بشرطیکہ اِن مقبول بندوں کے متعلق تین صفتیں طالب کے قلب میں پیدا ہو جائیں۔ اور آخر دم تک ان تینوں میں ذرہ بھر فرق نہ آئے اور وُہ تین صفتیں عقیدت۔ ادب اور اطاعت ہیں۔ ورنہ بقول شاعر ؎

تہی دستان قسمت راچہ سود از رہبر کامل
کہ خضر از آب حیوان تشنہ می آرد سکندر را

اگر یہ تین صفتیں طالب کو نصیب نہ ہوئیں تو ساری عمر بھی کامل کی صحبت میں رہے کچھ حاصل نہیں ہوگا۔ وما علینا الا البلاغ۔

ہو کر عرض کرتے ہیں کہ رسولِ اکرمؐ کا ارشاد اس بارے میں یہ ہے کہ تم اس عورت سے نکاح کرو جو شوہر سے محبت کرنے والی اور زیادہ بچے جننے والی ہو۔ اس لئے کہ میں تمہاری کثرت پہ دوسری اُمتوں کے مقابلہ میں فخر کروں گا۔

ہمارا خیال ہے کہ اس ارشادِ نبویؐ کے بعد کسی مسلمان کو جرأت نہیں کہ وُہ ضبطِ تولید پر اظہار رائے کرے۔ ہاں اگر روز افزوں آبادی کے بڑھنے سے مسائل پیدا ہو رہے ہیں تو قبلہ ان سے عہدہ برآ ہونے کے لئے دوسرے ذرائع تلاش کیجئے۔ پہلے آمد شدہ انسانوں کی بہبودی کی خاطر بعد میں آنے والی مخلوق کا گلہ گھونٹنا! یہ بات بعید از عقل ہے۔ مسلمانوں کا تو یہ ایمان ہے کہ ہر نوزائیدہ رحم مادر ہی سے اپنی روزی لے کر دنیا میں وارد ہوتا ہے ؎

غم روزی مخور برہم مزن اوراق دفتر را
کہ پیش از طفل خالق پر کند پستان مادر را

بقیہ شذرات

(صہ۳ سے آگے)

چار سو میں مشتہر ہو چکا ہے کہ آئین اسلامی طرز کا ہوگا۔ اور کوئی قانون بھی خلافِ قرآن و سنت نہیں بنایا جائے گا لیکن چند دن بیشتر عدلیۂ پاکستان کے ایک بہت بڑے سربراہ کی زبان سے ضبطِ تولید کی حمایت سن کر تعجب ہوا۔ کہ جو چند دن بعد اس کا فیصلہ کرنے کے مکلف ہوں گے کہ آیا فلاں قانون قرآن و سنت کے مطابق ہے یا نہیں۔ فی الوقت کتاب و سنت سے کس قدر بے خبر ہیں۔ مغربی اقوام ضبط تولید (BIRTH CONTROL) کی چاہے کتنی ستائش و حمایت کریں۔ لیکن ہم مورب

حقیقتِ موت و حیات

مؤلفہ جناب عبدالرحمن صاحب لودھیانوی بی اے بی ٹی
پرنسپل عثمانیہ کالج شیخوپورہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ○

الحمد للہ وکفی وسلام علی عبادہ الذین اصطفٰی

امّا بعد۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ابتدا میں خدا کے سوا کوئی چیز نہ تھی۔ اس وقت عرشِ الٰہی پانی پر تھا۔ اس کے بعد خداوند قدوس نے لوحِ محفوظ پیدا کر کے اس میں ہر چیز مقدر کی آسمان اور زمینوں کو پیدا کیا۔ پھر اللہ تعالےٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو سنے ہوئے گارے اور کھنکھناتی ہوئی مٹی سے پیدا کیا۔ انسان کی بقا اور فائدہ کے لئے زمین میں ہر طرح کی چیزیں بکثرت پیدا فرمائیں۔ سب سے بڑی نعمت یہ ہے کہ انسان کو خلیفۃ اللہ بنایا گیا۔

اس مضمون میں انسان کی خلقت اور عادات کا نقشہ برتے قرآن مختلف عنوانات کے تحت پیش کیا جاتا ہے

انسان اشرف المخلوقات ہے

اللہ تعالیٰ نے آدمی کو حُسنِ صورت، نطق، تدبیر اور عقل و حواس عنایت فرمائے ہیں۔ جن سے دنیوی اُخروی نفع و نقصان کو سمجھتا اور اچھے بُرے میں تمیز کرتا ہے ہر طرف ترقی کی راہیں اس کے لئے کھلی ہیں دوسری مخلوقات کو قابو میں لا کر اپنے کام میں لگاتا ہے۔ خشکی میں جانوروں کی پیٹھ پر یا اپنی ایجاد کردہ نئی قسم کی سواریوں اور سمندر میں کشتیوں اور جہازوں میں بے تکلف دوڑتا پھرتا ہے۔ قسم قسم کے عمدہ کھانے، کپڑے، مکانات اور دنیوی آرام و آسائش کے سامانوں سے فائدہ اٹھاتا ہے۔ سب سے پہلے انسان آدم علیہ السلام کو خدا تعالےٰ نے مسجود ملائکہ اور اُن کے آخری پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کو کل مخلوقات کا سردار بنایا۔ غرض نوعِ انسانی کو اللہ تعالےٰ نے ہر حیثیت سے عزت اور بڑائی دے کر اپنی بہت بڑی مخلوق پر فضیلت دی۔ اس کو استقامتِ قامت بھی دیا گیا اور قوائے عقل و ایجاد و صنائع بھی عطا کی گئیں۔ یہ نہایت ہی اچھے سانچے میں ڈھالا گیا ہے۔ ظاہری و باطنی خوبیاں اس کے وجود میں جمع کی گئی ہیں۔ اگر یہ اپنی صحیح فطرت پر ترقی کرے تو فرشتوں سے گوئے سبقت لے جائے بلکہ مسجودِ ملائکہ بنے۔

انسان کی تخلیق

اے انسانو! پہلے تم اجسام بے جان تھے کہ جن میں حس و حرکت کچھ نہ تھی۔ اول عناصر تھے۔ اس کے بعد والدین کی غذا بنے۔ پھر نطفہ۔ پھر خون بستہ۔ پھر گوشت۔ انسان کے گوشت کا کچھ حصہ سخت کر کے ہڈیاں بنا دیں۔ اور ہڈیوں کے ڈھانچہ پر گوشت پوست منڈھ دیا۔ ان حالات کے بعد تمہارے اندر روح پھونکی گئی۔ رحم مادر میں آئے۔ اور اس کے بعد دنیا میں زندہ رہے پھر تم کو دنیا میں موت آئے گی۔ پھر قیامت کو زندہ کئے جاؤ گے۔ اللہ تعالےٰ نے تم کو پیدا کیا اور تمہاری بقا اور فائدہ کے لئے زمین میں ہر طرح کی چیزیں بکثرت پیدا فرمائیں۔ کھانے۔ پینے اور پہننے کی چیزیں بنائیں۔ ہر چیز کے لئے آلات اور سامان تیار کئے۔ پھر اس کے بعد سات آسمان بنائے۔ جس میں تمہارے لئے طرح طرح کے منافع ہیں۔ سب سے بڑی نعمت یہ ہے کہ انسان کو خلیفۃ اللہ بنایا گیا۔ سب جانوروں سے انسانی خلقت اچھی ہے۔ دیکھنے میں بھی خوبصورت اور ملکات و قویٰ میں بھی تمام عالم سے ممتاز۔ بلکہ سب کا مجموعہ اور خلاصہ۔ اسی لئے صوفیاء کی اصطلاح میں انسان کا جسم عالمِ صغیر کہلاتا ہے۔

رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ:۔

تم میں سے ہر شخص کا مادۂ پیدائش اپنی ماں کے پیٹ میں ۴۰ دن تک جمع رہتا ہے۔ اس کے بعد ۴۰ دن خون بستہ رہتا ہے پھر ۴۰ دن لوتھڑے کی شکل میں رہتا ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ ایک فرشتہ روانہ فرماتا ہے اس کو چار باتیں لکھنے کا حکم ہوتا ہے۔ (۱) اس کا عمل (۲) اس کا رزق (۳) اس کی عمر (۴) بدبخت یا نیک بخت ہوتا۔ اس کے بعد اس میں روح پھونکی جاتی ہے۔ روحِ حیات پھونک کر اللہ نے ایک مردہ اور ناپاک چیز سے جیتا جاگتا انسان بنا دیا۔ آگے چل کر بچپن۔ جوانی۔ کہولت اور بڑھاپے کے بہت سے احوال اور ادوار گزرتے ہیں۔ خدا نے تمام اعضاء قویٰ بہترین سانچے میں ڈھالے اور اس کی ساخت عین حکمت کے موافق نہایت موزوں و متناسب بنائی۔ انسان کا وجود ذاتی اور خانہ زاد نہیں مستعار اور دوسرے کا عطیہ ہے چنانچہ موت آ کر سب نقشہ بگاڑ دیتی ہے۔ تم اس وقت اس کے زبردست پنجہ سے اپنے آپ کو بچا نہیں سکتے۔ یقیناً کوئی اور قاہر طاقت تمہارے اوپر ہے جس نے وجود کی باگ اپنے ہاتھ میں رکھی ہے۔ جب چاہے ڈھیلی چھوڑ دے۔ جب چاہے کھینچ لے۔

جس طرح مادرِ رحم میں بہت سے مدارج طے کئے ہیں باہر آ کر بھی تدریجاً بہت سے منازل سے گزرنا پڑتا ہے۔ ایک بچپن کا زمانہ ہے جبکہ آدمی بالکل کمزور و ناتواں ہوتا ہے۔ ایک وقت آتا ہے کہ پوشیدہ قوتیں ظاہر ہوتی ہیں۔ جسمانی حیثیت سے ہر چیز کمالِ شباب کو پہنچ جاتی ہے۔ بعض تو جوانی ہی میں مر جاتے ہیں۔ اور بعض اس عمر کو پہنچتے ہیں۔ جہاں پہنچ کر آدمی کے اعضا و قویٰ جواب دے دیتے ہیں۔ وہ سمجھدار بننے کے بعد بے سمجھ اور کارآمد ہونے کے بعد نکما ہو جاتا ہے۔ یاد کی ہوئی چیزیں بھول جاتا ہے اور جانی ہوئی چیزوں کو کچھ نہیں جانتا۔ گویا بوڑھا ہو کر پھر بچہ بن جاتا ہے انسان کے اندر دو چیزیں ہیں۔

(۱) روح (۲) جسم۔

جسمانی تربیت و آرام کی تلاش و فکر تقاضائے حیوانیت ہے۔ روح عالمِ بالا کی طرف توجہ کرنے اور حق تعالےٰ سے ربط پیدا کرنے اور اس میں محو رہنے سے خوش ہوتی ہے۔

وجودِ انسانی دو چیزوں سے مرکب ہے (۱) ملکیۃ (۲) بہیمیۃ اور ان دونوں کی خواہشات الگ الگ ہیں۔ انسانِ کامل وہ شخص ہوگا۔ جو دونوں کی خواہشات کا ہر وقت لحاظ رکھے۔ جو شخص بہیمیہ کی خواہشات کا لحاظ رکھے۔ لیکن جذباتِ ملکیہ کو مردہ کر دے تو وہ گویا فالج زدہ ہے۔ جس کا نیم تن بیجان ہے۔

انسان کی عزت کا معیار

آدمی اپنے کو بڑا اور دوسروں کو حقیر سمجھتا ہے۔ اصل میں انسان کا بڑا چھوٹا یا معزز و حقیر ہونا ذات پات اور خاندان و نسب سے تعلق نہیں رکھتا۔ بلکہ جو شخص جس قدر نیک خصلت، مؤدّب اور پرہیزگار ہو اسی قدر اللہ کے ہاں معزز و مکرم ہے۔ نسب کی حقیقت تو یہ ہے کہ تمام انسان ایک مرد اور ایک عورت یعنی آدم و حوّا کی اولاد ہیں۔ شیخ، سیّد، مغل پٹھان اور صدیقی، فاروقی، عثمانی، انصاری سب کا سلسلہ آدم و حوّا پر منتہی ہوتا ہے۔ یہ ذاتیں اور خاندان اللہ تعالےٰ نے محض تعارف اور شناخت کے لئے مقرر کئے ہیں۔ بلاشبہ جس کو حق تعالیٰ کسی شریف اور بزرگ و معزز گھرانے میں پیدا کر دے وہ ایک موہوب شرف ہے۔ جیسے کسی کو خوبصورت بنا دیا جائے۔ لیکن یہ چیز ناز اور فخر کرنے کے لائق نہیں ہے کہ اسی کو معیارِ کمال اور فضیلت ٹھیرا لیا جائے اور دوسروں کو حقیر سمجھا جائے۔ ہاں شکر کرنا چاہیئے کہ اس نے بلا اختیار و کسب ہم کو یہ نعمت مرحمت فرمائی۔ بہرحال مجد و شرف اور فضیلت و عزت کا اصلی معیار نسب نہیں بلکہ تقویٰ و طہارت ہے۔ اور متقی آدمی دوسروں کو کب حقیر سمجھے گا۔ تقویٰ اور ادب اصل میں دل کی چیزیں ہیں۔ اللہ ہی کو خبر ہے کہ جو شخص ظاہر میں متقی

اور ہو دب نظر آتا ہے۔ وہ واقع میں کیسا ہے اور آئندہ کیسا رہے گا۔

اے انسان! کس چیز نے تم کو اپنے رب کریم سے مغرور کیا۔ کیا وہ اس کا حق دار تھا۔ کہ تو اپنی جہالت اور حماقت سے اس کے علم پہ مغرور ہو کر نافرمانیاں کرتا رہے اور اس کے لطف و کرم کا جواب کفران اور طغیان سے دے۔ اس کا کرم دیکھ کر تو تجھے اور زیادہ شرمانا چاہیئے حلیم کے غصہ سے بہت زیادہ ڈرنا چاہیئے۔ بے شک وہ کریم ہے لیکن جبار اور قہار بھی ہے۔ پھر یہ دھوکہ نہیں تو اور کیا ہے کہ اس کی ایک صفت پہ دھیان کر کے دوسری صفات سے آنکھیں بند کر لی جائیں۔

انسان خود اپنی بدتمیزی اور بدعملی سے ذلت اور ہلاکت کے گڑھے میں گرتا اور اپنی پیدائشی بزرگی کو گنوا دیتا ہے۔

اِنسان ناشکرا ہے

بے شک آدمی اپنے رب کا ناشکر گذار ہے انسان خود اپنی ناشکری پر زبان حال سے گواہ ہے۔ ذرا اپنے ضمیر کی آواز کی طرف متوجہ ہو تو اندر سے خود اس کا دل کہہ رہا ہے کہ تو اپنے رب کا بڑا ناشکرا ہے۔ حرص و طمع اور بخل و امساک نے اس کو اندھا بنا رکھا ہے۔ دنیا کے زر و مال کی محبت میں اس قدر غرق ہے کہ منعم حقیقی کو بھی فراموش کر بیٹھا۔

عادات اِنسان

اِنسان بڑا جھگڑالو ہے

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ہم نے اس قرآن میں لوگوں کی ہدایت کے واسطے ہر قسم کے ضروری اور عمدہ مسائل بیان کر دئے ہیں۔ اور اس پہ بھی آدمی ناحق جھگڑنے میں سب سے بڑھ کر ہے۔ انسان اپنی اصل کو یاد نہیں رکھتا کہ وہ ایک ناچیز قطرہ تھا خدا نے کیا سے کیا بنا دیا۔ اس پانی کی بوند کو وہ زور اور قوت گویائی عطا کی کہ بات بات پر جھگڑنے اور باتیں بنانے لگا۔ حتیٰ کہ عبدیت کی حد سے گذر کر خالق کے مقابلہ میں خم ٹھونک کر کھڑا ہو جاتا ہے۔ خدا پر کیسے فقرے چسپاں کرتا ہے۔ گویا اس قادرِ مطلق کو عاجز فرض کر لیتا ہے۔

دُنیاوی مرغوبات

عورتیں۔ بیٹے اور سونے و چاندی کے جمع کئے ہوئے خزانے۔ نشان لگائے ہوئے گھوڑے اور مویشی اور کھیتی انسان کو بے حد مرغوب ہیں۔ دُنیا کی زندگی میں ان فانی چیزوں سے چند روزہ فائدہ اٹھانا ہے۔ لیکن اچھا ٹھکانا اللہ تعالےٰ ہی کے پاس ہے۔

ان چیزوں کی محبت میں پھنس کر آدمی خدا سے غافل ہو جاتا ہے۔ حدیث میں ہے کہ میرے بعد مردوں کے لئے کوئی ضرر رساں فتنہ عورتوں سے بڑھ کر نہیں۔ ہاں اگر عورت سے مقصود پاکدامنی اور کثرت اولاد ہو تو وہ بُرا نہیں۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ دُنیا کی بہترین متاع نیک بیوی ہے۔ اگر اس کی طرف دیکھے تو خوش ہو۔ حکم دے تو فرمانبرداری پائے۔ کہیں غائب ہو تو پیٹھ پیچھے شوہر کے مال اور اپنی عصمت کی حفاظت کرے۔

ابدی فلاح ان چیزوں سے حاصل نہیں ہوتی۔ محض دُنیا میں چند روز فائدہ اٹھایا جا سکتا ہے کامیاب مستقبل اور اچھا ٹھکانا چاہتے ہو تو خدا کے پاس ملے گا۔ اس کی خوشنودی اور قُرب حاصل کرنے کی فکر کرو۔ پرہیزگار بندوں پر خُدا کی نگاہ لطف و کرم ہوتی ہے۔ جو دُنیا کی ابلہ فریب سحر کاریوں سے اُن کو محفوظ رکھتی ہے۔

اللہ تعالےٰ مال و اولاد دے کر آزماتا ہے کہ کون ان فانی چیزوں میں پھنس کر آخرت کی باقی و دائم نعمتوں کو فراموش کرتا ہے۔ اور کس نے اِن سامانوں کو اپنی آخرت کا ذخیرہ بنایا ہے۔ اور وہاں کے اجرِ عظیم کو یہاں کی عارضی خوشی پر ترجیح دی ہے۔ اللہ سے ڈرو جہاں تک ہو سکے اس آزمائش میں ثابت قدم رہو اور اس کی بات سنو۔ اور مانو۔ اللہ کی راہ میں خرچ کرنے تمہارا ہی بھلا ہو گا۔ مراد کو وہی شخص پہنچتا ہے جس کو اللہ تعالےٰ اس کے دل کے لالچ سے بچائے۔ اور حرص و بخل سے محفوظ رکھے۔ اللہ کی راہ میں اخلاص اور نیک نیتی سے طیب مال خرچ کرو گے تو اللہ اس سے کہیں زیادہ دے گا اور تمہاری کوتاہیوں کو معاف فرمائے گا۔ یہ فانی اور مکدّر زندگانی حیاتِ اُخروی کے مقابلہ میں ہیچ اور بے حقیقت ہے۔ یہاں کی زندگی کے صرف اُن ہی لمحات کو زندگی کہا جا سکتا ہے جو آخرت کی دُرستی میں خرچ کئے جائیں۔

مال و اولاد وغیرہ کی بہتات کام آنے والی چیزیں نہیں۔ اصل زندگی اور عیش آخرت کا ہے۔ دُنیا اس زندگی کے مقابلہ میں ایک خواب سے زیادہ حقیقت نہیں رکھتی۔ یہ حقیقت خوش قسمت لوگوں کو دنیا میں سمجھ آ جاتی ہے۔ لیکن قبر میں تو ہر ایک پہ پوری طرح واضح ہو جائے گی۔

انسان کی نظر صرف دنیا کی زندگی اور حالت حاضرہ پر ہے۔ بس دُنیا کی موجودہ راحت و تکلیف ہی کو عزت و ذلت کا معیار سمجھتا ہے۔ نہیں جانتا کہ دونو حالتوں میں اس کی آزمائش ہے۔ نعمت دے کر شکر گذاری اور تکلیف میں مبتلا کر کے صبر و رضا کو جانچا جا رہا ہے نہ یہاں کا عارضی عیش و آرام اللہ کے ہاں مقبول اور معزز ہونے کی دلیل ہے نہ محض تنگی اور سختی مردود ہونے کی علامت ہے۔ مگر انسان اپنے افعال و اعمال پر نظر نہیں کرتا۔ اپنی بے عقلی اور بے حیائی سے رب پہ الزام رکھتا ہے۔

اِنسانوں کے اعمال مختلف ہیں

جس طرح دنیا میں رات اور دن، نر اور مادہ مختلف و متضاد چیزیں پیدا کی گئی ہیں اسی طرح اعمال اور کوششیں بھی مختلف و متضاد ہیں۔ اس لئے ثمرات و نتائج مختلف ہی مرتب ہونگے۔ جو شخص نیک راستہ میں مال خرچ کرتا اور دل میں خدا سے ڈرتا ہے اور اسلام کی بھلی باتوں کو سچ جانتا ہے اور بشارات ربانی کو صحیح سمجھتا ہے۔ اس کے لئے ہم اپنی عادات کے موافق نیکی کا راستہ آسان کر دیتے ہیں اور انجام کار انتہائی آسانی اور راحت کے مقام پہ پہنچا دیتے ہیں۔ یعنی جنت اور جس نے خدا کی راہ میں خرچ نہ کیا اس کی خوشنودی اور آخرت کے ثواب کی پرواہ نہ کی۔ اسلام کی باتوں اور اللہ کے وعدوں کو جھٹلایا اس کا دل روز بروز تنگ اور سخت ہوتا چلا جائیگا۔ نیکی کی توفیق سلب ہوتی جائے گی۔ اور آخر کار آہستہ آہستہ عذابِ الہٰی کی سختی میں پہنچ جائے گا۔ یہی اللہ کی عادت ہے۔

خدا نے سیدھی راہ سب کو بتلا دی۔ اب جو کوئی اس پہ چلے یا نہ چلے۔ اپنا بھلا بُرا خود سوچ لے۔ کیونکہ اپنے طریق عمل کا نفع یا نقصان اسی کو پہنچے گا۔ ایک کے گناہوں کی گٹھڑی دوسرے کے سر پہ نہیں رکھی جائے گی۔ بہت سی باتیں تو آدمی محض عقل و فطرت کی رہنمائی سے سمجھ سکتا ہے اور جو مشکل مسائل ہیں وہ وحی و الہام کی شکل میں بذریعہ انبیاء علیہم السلام سمجھا دیئے گئے ہیں۔ تاکہ کل قیامت کو کوئی بے خبری کا عذر پیش نہ کر سکے۔

انسان اپنی اصل پہ تو غور نہیں کرتا کہ وہ کس چیز سے پیدا ہوا ہے۔ ایک ناچیز اور بے قدر قطرہ آب سے۔ جس میں حس و شعور، حسن و جمال اور عقل و ادراک کچھ نہ تھا۔ سب کچھ اللہ نے اپنی مہربانی سے عطا فرمایا۔ جس کی حقیقت کل اتنی ہو کیا اسے یہ طمطراق زیبا ہے۔ کہ خالق و منعم حقیقی تو ایسی عظیم الشان نصیحت (قرآن) اتارے اور یہ اس کی کچھ پرواہ نہ کرے۔

انسان کی اکثریت چاہتی ہے کہ ہر طرح کی دنیوی نعمتوں سے اسے سرفراز کیا جائے اِن نعمتوں کے صلہ میں اسے عبدیت کا حق ادا کرنے کیلئے کیا جائے یہی اس کی ناکامی و نامرادی ہے۔

(باقی باقی)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

امرأۃ الاسلام

(مستقل عنوان)

(از جناب سید مشتاق حسین صاحب بخاری)

معزز ناظرین! "امرأۃ الاسلام" کے عنوان سے اس ہفتہ سے ہم خدام الدین کا ایک صفحہ اپنی بہنوں کے لئے وقف کر رہے ہیں۔ ہمارے قارئین کرام بھی مقتضی تھے۔ اور ادارہ بھی اس ضرورت کو شدت سے محسوس کر رہا تھا کہ اسے خواتین کی دلچسپی کے لئے مخصوص کر دیا جائے۔ آئندہ شمارے میں انشاء اللہ سیرت صحابیات شروع ہوگی۔ اور اسی طرح تعلیم نساء سے متعلق دوسری چیزیں پیش خدمت کی جائیں گی۔ (ادارہ)

اسلام میں "عورت" کا مقام

عورت کو دنیا نے جس نگاہ سے دیکھا وہ مختلف ممالک میں مختلف رہی ہے۔ اگر مشرق میں عورت مرد کے دامن تقدس کا داغ ہے۔ تو مغرب اس کو خدا یا خدا کے برابر مانتا ہے۔ روما کسی وقت اس کو متاع کے ساتھ گھر کا اثاثہ سمجھتا تھا۔ لیکن آج اسی مقام پر عورت فقط زینت محفل سمجھی جاتی ہے۔ یونانی تہذیب اس کو شیطان کہتی تھی۔ فرسودہ یہودیت اس کو لعنت ابدی کا مستحق قرار دیتی تھی۔ کلیسائی مذہب اس کو باغ انسانیت کا کانٹا تصور کرتا تھا لیکن اسلام کا نقطۂ نظر ان سب سے جداگانہ ہے۔ یہ مذہب میانہ روی پر قائم ہے۔ لہٰذا نسوانیت کے بارے میں بھی اس کا تصور افراط و تفریط سے مبرا ہے یہاں عورت تعلیم اخلاق کی نکہت اور چہرۂ انسانیت کا غازہ سمجھی جاتی ہے۔

تاریخ عالم شاہد ہے کہ اسلام سے پہلے عورت قعر ذلت میں گر چکی تھی۔ معاشرہ کی تعمیر میں اس کا کردار نفی کے برابر تھا۔ عرب کی تاریخ تو سب پر عیاں ہی ہے کہ وہاں دختر کشی فخریہ ہوتی تھی۔ عورت میراث کا ایک جزو تھی۔ لیکن اگر اس وقت کی معاصر تاریخ کا جائزہ لیا جائے تو یہ بات ڈھکی چھپی نہیں کہ کسی تہذیب میں بھی عورت کو وہ اہمیت حاصل نہ تھی۔ ہندو تہذیب جو اپنی قدامت کو تاریخ کے دائرہ سے بھی باہر لے جاتی ہے۔ لیکن وہاں کوئی عورت کسی شعبۂ حیات میں قابل ذکر نہیں ملتی جس نے انسانیت کی مرد کے دوش بدوش خدمت کی ہو۔ ہاں اگر فرضی دیویوں کے قصّے کہانیاں موجود ہوں تو دوسری بات ہے۔ یونانی تہذیب کا بھی کم و بیش یہی حال ہے۔ یورپی تاریخ شاید چند گنی چنی عورتوں کے قصّے پیش کر سکے۔ لیکن اس سے تمدن میں تغیر رونما نہیں ہو سکتا ہے

یہ تھی پرانی تہذیبوں کی تاریخ۔ اگر پرانے مذاہب کو بھی پرکھا جائے۔ تو ایک آدھ عورت تو مستثنیٰ ہے۔ لیکن بڑے بڑے مذاہب میں عورتوں کا ایک بھی ایسا گروہ نہیں ملتا۔ جن کا کوئی اصلاحی یا مذہبی کارنامہ تاریخ کے صفحات پر موجود ہو اور نسوانیت کے لئے مشعل راہ بن سکے۔

اس کے مقابلہ میں اسلام کو یہ فخر ہے کہ نہ صرف اس نے عورت کو تنزل کی گہرائیوں سے نکالا۔ بلکہ ان کو مردوں کے مساوی حقوق دیئے گئے ایک حدیث ہے کہ الرجل راع علی اھلہ وھو مسئول والمراۃ راعیۃ علی بیت زوجھا وھی مسئولۃ (مرد کو اپنے گھر کا حاکم بنایا گیا ہے اور اس سے اس کے (یعنی اہل خانہ) متعلق سوال ہوگا۔ اور عورت شوہر کے گھر کی حاکم ہے اس سے اس کے (یعنی گھر) متعلق باز پرس ہوگی۔ (بخاری) اسی طرح ابن ماجہ کی حدیث ہے کہ لیس یملکون منھن شیئا غیر ذالک الا ان یاتین بفاحشۃ مبینۃ (تم کو عورتوں پر مخصوص حقوق کے کوئی دسترس حاصل نہیں ہے۔ لیکن ہاں جب کوئی گناہ کریں)

یہ صرف آغوش اسلام کی برکت تھی کہ مسلمان عورت نے قرون اولیٰ میں وہ کارنامے سرانجام دیئے جن پر صنف نازک بجا طور پر نازاں ہونے کا حق رکھتی ہے۔ فریضہ جہاد میں مسلمان عورتیں مردوں کے دوش بدوش سینہ سپر ہوتی تھیں۔ احد میں ام عمارہؓ سرور کائناتؐ کی حفاظت کر رہی تھیں۔ کفار کا حملہ تیر اور تلوار سے روکتی تھی۔ غزوات خندق و حنین میں حضرت صفیہؓ اور ام سلیمؓ کی شجاعت مشہور بات ہے۔ جنگ یرموک میں صحابیات نے رومیوں کو خیمہ کی چوبوں سے ہلاک کیا۔

اشاعت اسلام میں مسلمان عورت نے اہم کردار ادا کیا۔ سب سے اولین مسلمان ہونے والی عورت تھیں۔ یعنی ام المومنین خدیجہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا اسلام میں پہلا جام شہادت ایک عورت حضرت سمیہؓ نے نوش کیا۔ جو ابوجہل کے نیزہ سے شہید ہوئیں۔ حضرت فاطمہؓ بنت خطاب نے فاروق اعظمؓ کو مسلمان کیا۔ سعدی بنت کریز نے حضرت ذوالنورینؓ کو اور حضرت ام سلیمؓ نے جناب طلحہؓ کو ہمکنار اسلام کیا۔ عکرمہؓ اپنی زوجہ مطہرہ ام حکیمؓ کے کہنے پر ایمان لائے اور ام شریک دوسیہؓ قریش کی مستورات میں اسلام پھیلانے کی ذمہ داری تھیں۔

اس کے علاوہ مسلم خواتین کے علمی سیاسی فقہی حتیٰ کہ طبی۔ جراحی اور صنعتی کارنامے اس قدر ہیں۔ کہ ان کی مستقل تاریخ ہے۔ صحابیات تجارت کرتی تھیں۔ حضرت خدیجہ کی تجارت ہی نے ان کو لاثانی مرتبہ عطا کیا۔

دختران اسلام کی کن کن خوبیوں کا ذکر کیا جائے۔ یہ تو محض عنوان کی رعایت سے ان کا مجمل سا ثبوت تھا۔ مکمل انفرادی حالات سیرۃ الصحابیات کے عنوان سے آئندہ شمارہ سے شروع ہوں گے۔

حاصل یہ ہے کہ اسلام عورت اور مرد دونوں کو میدان عمل میں شانہ بشانہ دیکھنا چاہتا ہے۔ آج کی مسلمان عورت کے لئے سرور کائنات اس حدیث مبارکہ میں لائحہ عمل تجویز فرما گئے ہیں۔

کفاک من نساء العالمین مریم بنت عمران و خدیجہ بنت خویلد و فاطمۃ بنت محمد و آسیا امرأۃ فرعون

ترجمہ:۔ تمہاری تقلید کے لئے تمام دنیا کی عورتوں میں مریمؑ۔ خدیجہؓ۔ فاطمہؓ اور آسیہؓ کافی ہیں۔)

ایک خیال ہے کہ آج مسلمان عورت دوراہے پر ہے۔ لیکن شاید یہ اندازہ درست نہیں۔ مرد عموماً اور عورت خصوصیت سے دین سے ناآشنا ہے۔ اگر عسرت حالی ہے تو گھر کا دھندا اسے فرصت ہی نہیں دیتا کہ فکر عاقبت کو بھی دامنگیر کرے۔ اور یہ دوراہے سے اور پیچھے ہے۔ اور اگر فارغ البالی ہے۔ تو نام کی مسلمان عورت دوراہے سے دور نکل چکی ہے۔ چراغ خانہ بننے کی بجائے زینت محفل بننا پسند کرتی ہے۔ تقلید اغیار پر مرتی ہے اور اس متاع زندگی کو برباد کئے جا رہی ہے۔ اس کی آغوش اس قابل نہیں رہی کہ صحیح معنوں میں مسلمان بچوں کی تربیت کر سکے۔

اس حقیقت کا ایک افسوسناک پہلو یہ بھی ہے کہ دین سے بے بہرہ مسلمان عورت کی تربیت بہت کم کی جاتی ہے۔ تربیت سے مراد وہ تربیت ہے۔ جس کا قرآن اور سنت نبوی کریمؐ تقاضا کرتی ہے

(باقی صفحہ ۱۳ پر)

اسلامی ایثار و مساوات

مرتبہ از حکیم حافظ محمد یوسف رشید چغتائی ایڈیٹر ماہنامہ الشفا کہروڑ پکا ملتان

دنیا مساوات کا کوئی نمونہ ایسا نہیں پیش کر سکتی - جیسا اسلام نے کر دکھایا - قومی ہمدردی (مساوات) اپنے آرام کو قومی مفاد پر قربان کر دینا - یہ اوصاف حمیدہ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالٰے علیہم اجمعین میں بدرجہ اتم موجود تھے - موسیو گستاؤلی بان جو فرانس کا مشہور مؤرخ ہے اپنی تصنیف تمدن عرب میں حالات صحابہ میں لکھتا ہے - یہ سب حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ تھے - اور ان میں پیغمبر خدا کی زندگی اور سادہ عادتیں موجود تھیں اور کسی قسم کی شان حکومت ان میں موجود نہیں تھی - حضرت ابوبکر صدیق نے اپنی وفات کے وقت کل تین چیزیں چھوڑی تھیں - ایک جوڑا کپڑوں کا جو آپ پہنے ہوئے تھے - ایک اونٹ جس پر آپ سوار ہوتے تھے - ایک غلام جو آپ کی خدمت کیا کرتا تھا - وہ بیت المال سے اپنے اہل و عیال کے خرچ کے لئے کل پانچ درم روزانہ لیا کرتے تھے - حضرت عمرؓ بجائے اس کے کہ افواج کی بیش بہا غنیمتوں میں حصہ لیں محض ایک عبا کے مالک تھے - جس میں متعدد پیوند تھے - اور آپ رات کو مسجد میں سیڑھیوں پر غرباء کے ساتھ سو رہا کرتے تھے - خلفاء راشدین رضی اللہ عنہم کے زمانے میں سب برابر سمجھے جاتے تھے - سب کے لئے ایک ہی قانون تھا - خلیفہ چہارم حضرت علی کرم اللہ وجہہ خود بنفس نفیس ایک عدالت کے سامنے مدعی بن کر آئے اور ایک ایسے شخص پر دعوے کیا جس نے آپ کی زرہ چرائی تھی - جس وقت غسان کا نصرانی بادشاہ جو مسلمان ہو گیا تھا - حضرت عمرؓ سے ملنے کے لئے آیا - اتفاق سے ایک عرب نے نادانی سے اسے دھکا دے دیا - اس پر بادشاہ نے خفا ہو کر اسے مارا - عرب کو سخت ضرب آئی - حضرت عمرؓ نے فیصلہ کیا کہ وہ بھی بادشاہ سے بدلہ لے - اس پر بادشاہ نے کہا اے امیر المومنین یہ بھی ہو سکتا ہے کہ ایک عامی آدمی بادشاہ کو مارے - حضرت عمر نے جواب دیا کہ اسلام کا یہی قانون ہے -

اسلام میں نہ دلیجے کی عزت ہے نہ ذات کی - ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی نظر میں سب مسلمان برابر تھے - ان کے خلفاء میں بھی یہی مساوات قائم رہی -

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے جب سب صحابہ بیعت کر چکے تو آپ نے فرمایا :-

"اے برادران اسلام! مجھے حکومت کرنے کی خدمت سپرد ہوئی ہے - اگر میں اچھا کام کروں میری اعانت کرو - اگر میں غلطی کروں مجھے روک دو - جس شخص کے ہاتھ میں حکومت ہو - اس کا صحیح بات کہنا عبادت ہے - اور سچ کا چھپانا معصیت - میرے سامنے قوی اور ضعیف مساوی ہیں اور میں چاہتا ہوں کہ ہر ایک کے ساتھ بلا رو رعایت انصاف کروں - اگر میں کسی وقت بھی اپنے کو حکم خدا اور رسول سے منحرف کروں تو اسی وقت تم لوگ میری عطا سے بری الذمہ ہو جاؤ گے "

یہ ہے مساوات کی صحیح تعلیم - اور کیوں نہ ہو جب کہ قرآن مجید میں موجود ہے -

اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللّٰہِ اَتْقٰکُمْ

خدا کے نزدیک معزز تر وہ شخص ہے جو زیادہ متقی ہو - خواہ وہ قریش یا دوسرے کسی قبیلہ کا سردار ہو - یا روم یا حبش کا کوئی غلام - پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ کسی عربی کو غیر عربی پر کوئی فضیلت نہیں ہے اساس مساوات کو مضبوط تر فرما دیا - ایثار عدل و انصاف دیکھئے تو اس کا منبع بھی اسلام ہی ہے - ہمیں تاریخ پر سرسری نظر ڈالنے سے عدل و انصاف و ایثار کی بہت سی ایسی جزویات نظر آتی ہیں - جسے دیکھ کر ہم حسرت زدہ ہو جاتے ہیں - بیت المقدس کا صلحنامہ تیار کرنے کے لئے جب خلیفہ ثانی حضرت عمر رضی اللہ تعالٰے عنہ نے جانے کا قصد کیا تو ایک اونٹ سواری کے لئے لیا - اور ایک غلام ہمراہ تھا - راستے میں کچھ دور آپ خود سوار ہوتے تھے اور غلام نکیل تھامتا تھا اور کچھ دور غلام سوار ہوتا اور آپ بہ نفس نفیس نکیل تھامے تھے - جب بیت المقدس کے قریب پہنچے - تو اتفاق سے غلام کے سوار ہونا اور آقا کے مہار تھامنے کی باری تھی - غلام نے نہایت ادب سے التجا کی کہ اے میرے مالک رقاب الامم اس وقت آپ کا سوار ہونا اور میرا نکیل تھامنا زیادہ مناسب ہے - مگر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ہم انصاف سے ذرا ہٹنا نہیں چاہتے - چنانچہ اسی ہیئت سے بیت المقدس میں داخل ہوئے - ایثار اور ہمدردی کی مثال اس سے زیادہ کیا ہو گی - کہ ایک غزوہ میں ایک صحابی گرا اور تڑپنے لگا - اس نے دم توڑنے کی حالت میں پانی مانگا - جب پانی لایا گیا - تو ابھی اس نے آبخورہ ہونٹوں سے نہیں لگایا تھا کہ دوسرا مسلمان زخمی ہو کر گرا اور اس نے پانی طلب کیا - اس سے پہلے شخص نے اس کی پیاس کا لحاظ کر کے خود پانی نہ پیا اور کہا کہ وہ دیکھو کہ میرا پیاسا بھائی تڑپ رہا ہے - پہلے اسے پلاؤ - پانی پلانے والا اس کے پاس پانی لے کر گیا کہ تیسرا شخص زخمی ہو کر گرا اور اس نے پانی مانگا - اس دوسرے شخص نے بھی یہی کہا کہ پہلے اس شخص کو پانی پلاؤ - جو پہلے گرا ہے - حتیٰ کہ سات مسلمان زخمی ہو کر گرے - اور سب نے پانی طلب کیا - مگر اپنے دوسرے بھائی کی پیاس کا لحاظ کر کے خود پانی نہیں پیا - جب پانی پلانے والا اول شخص کے پاس پانی لایا - دیکھا تو وہ شہید ہو چکا تھا - دوسرے کے پاس گیا تو وہ بھی اپنی زندگی کے سانس پورے کر چکا تھا - غرض کہ ساتوں کے ساتوں نے محض دوسرے بھائی کی ہمدردی کر کے جام شہادت پر ہی قناعت کی -

آج کوئی قوم کوئی مذہب ایثار و ہمدردی کا ایسا نمونہ پیش نہیں کر سکتا - یہ اسلام ہی کی تعلیم پر کاربند ہونے کا نتیجہ تھا - کہ اخلاقی ترقی میں وہ لوگ متمدن اقوام سے سبقت لے گئے - ہر قوم کی ترقی و تنزل کا دارو مدار اس کی اخلاقی صحت و سقم پر ہے - جس قوم میں تعلیم اعلیٰ پیمانے پر دی جاتی ہو وہی قوم راس الاقوام کہلانے کی مستحق ہے - اور وہی دین فطری کہلاتا ہے جس کے اصول - اعمال - فطرت کے مطابق ہوں فطرت

فطرت کا تقاضا ہے کہ عدل احسان اور صلہ رحمی پر عمل ہو - اور برے کاموں سے اجتناب ہو - قرآن مجید میں یہ اخلاقی تعلیم موجود ہے -

اِنَّ اللّٰہَ یَاْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ وَاِیْتَآءِ ذِی الْقُرْبٰی وَیَنْھٰی عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْکَرِ -

بقیہ امراۃ الاسلام

(صلا سے آگے)

تعلیم نسواں کا چرچا تو عام ہے لیکن جہاں اس مروجہ مغربی تعلیم کے ساتھ مذہب کی تعلیم لازماً نہیں دلائی جاتی - وہاں یہی تعلیم مہلک ثابت ہو رہی ہے - ایسی تعلیم یافتہ عورت کا معیار زندگی از حد بلند ہو جاتا ہے - اگر اسے بود و باش کے معتدبہ ذرائع میسر آجائیں تو خیر - ورنہ آج کی تعلیم یافتہ عورت اسی ساکھ کو قائم رکھنے کے لئے ناجائز ذرائع کی بھی متلاشی رہتی ہے -

مایوس ہونے کی ضرورت نہیں - ہماری گراوٹ کی وجہ یہی ہے - دین کا احساس ہی نہیں دلایا جاتا ہے - اگر تھوڑی بہت کوشش بھی کی جاتی تو نتائج نہایت امید افزا ہوتے - ہم اللہ کا نام لے کر خواتین کی بہبودی کے لئے یہ سلسلہ شروع کر رہے ہیں - دعا ہے کہ اللہ تعالٰے ہمیں توفیق دے کہ ہم اپنی قومی بہنوں کو اصلی دین متین سے آشنا کر سکیں - آمین!

بہنوں سے استدعا

آپ کا فرض ہے کہ دین کی آواز کو گوش دل سے سنیں اور اس کو دوسروں تک پہنچائیں - اس سے نہ

دین کی خاطر سختیاں برداشت کرنا

از میاں عبد الکریم صاحب مبلغ اسلام - مالی پورہ - لاہور

اَلٓمّٓ ۔ اَحَسِبَ النَّاسُ اَنْ یُّتْرَکُوْٓا اَنْ یَّقُوْلُوْٓا اٰمَنَّا وَھُمْ لَا یُفْتَنُوْنَ ۝

ترجمہ :- تو کیا اُن لوگوں نے یہ خیال کر رکھا ہے کہ وہ اتنا کہنے پر چھوٹ جائیں گے کہ ہم ایمان لے آئے اور ان کو قسم قسم کے مصائب سے آزمایا نہ جائے گا - اگر فقط منہ سے کلمۂ شہادت کے کہہ لینے سے لوگوں کو چھوڑ دیا جاتے - اور نقصان مال اور جان سے اُن کو اللہ تعالیٰ نہ آزماتے تو نقصان کے وقت صبر کرنے سے جو درجہ انھیں ملنے والے ہیں - اُن سے محروم رہ جائیں گے - قیامت کے دن سب سے پہلے حضرت ابراہیمؑ کو کپڑے پہنائے جائیں گے - اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کا امتحان لیا تھا - کہ نمرود نے اُن کو ننگا کر کے آگ میں ڈالا اسی جانچ نے حضرت ابراہیمؑ کو یہ مرتبہ دلوایا کہ سب سے پہلے اُن کو اس دن کپڑے پہنائے جائیں گے - حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سب سے بڑھ کر پیغمبروں پر امتحان زیادہ ہوتا ہے - پھر صالحین پر پھر جو اُن کے بعد مرتبہ میں افضل ہیں - اور آدمی پر اس کے دین کے موافق امتحان ہوتا ہے - اگر اس کا دین سخت اور قوی ہوتا ہے تو اس کا امتحان بھی سخت ہوتا ہے -

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے دین پھیلانے میں جس قدر تکلیفیں اور مشقتیں برداشت کی ہیں اُن کا برداشت کرنا تو درکنار اس کا ارادہ کرنا بھی ہم جیسے نالائقوں سے دشوار ہے -

. . . .

. . . .

تاریخ کی کتابیں ان واقعات سے بھری ہوئی ہیں مگر ان پر عمل کرنا تو علیحدہ رہا ہم ان کے معلوم کرنے کی بھی کوشش نہیں کرتے - نبوت مل جانے کے بعد ۱۰ برس تک نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مکہ مکرمہ میں تبلیغ فرماتے رہے - اور قوم کی ہدایت اور اصلاح کی کوشش فرماتے رہے - لیکن تھوڑی سی جماعت کے سوا جو مسلمان ہو گئی تھی اور تھوڑے سے ایسے لوگوں کے علاوہ جو باوجود مسلمان نہ ہونے کے آپ کی مدد کرتے تھے - اکثر کفار مکہ آپ کو اور آپ کے صحابہ کو ہر طرح کی تکلیفیں پہنچاتے تھے - مذاق اڑاتے تھے اور جو ہو سکتا تھا اس سے درگذر نہ کرتے تھے -

حضورؐ کے چچا ابو طالب بھی ان ہی نیک دل لوگوں میں تھے - جو باوجود مسلمان نہ ہونے کے حضورؐ کی ہر قسم کی مدد فرماتے تھے - دسویں سال میں جب ابوطالب کا بھی انتقال ہو گیا تو کافروں کو اور بھی ہر طرح کھلے بندوں اسلام سے روکنے اور مسلمانوں کو تکلیف پہنچانے کا موقع ملا - حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اس خیال سے طائف تشریف لے گئے کہ وہاں قبیلہ ثقیف کی بڑی جماعت ہے اگر وہ قبیلہ مسلمان ہو جاتے تو مسلمانوں کو ان تکلیفوں سے نجات ملے اور دین کے پھیلنے کی بنیاد پڑ جائے - وہاں پہنچ کر قبیلہ کے تین سرداروں سے جو بڑے درجے کے سمجھے جاتے تھے گفتگو فرمائی - اور اللہ کے دین کی طرف بلایا اور اللہ کے رسول کی یعنی اپنی مدد کی طرف متوجہ کیا - مگر اُن لوگوں نے بجائے اس کے دین کی بات کو قبول کرتے یا کم سے کم عرب کی مشہور مہمان نوازی کے لحاظ سے ایک نو وارد مہمان کی خاطر مدارات کرتے صاف جواب دے دیا - اور نہایت بے رخی اور بد اخلاقی سے پیش آئے - اُن لوگوں نے یہ بھی گوارا نہ کیا کہ آپ یہاں قیام فرمالیں - جن لوگوں کو سردار سمجھ کر بات کی تھی کہ وہ شریف ہوں گے اور مہذب گفتگو کریں گے اُن میں سے ایک شخص بولا کہ :-

"اوہو آپ ہی کو اللہ نے نبی بنایا ہے
اور ہماری طرف بھیجا ہے "

دوسرا بولا کہ :-

"اللہ کو تمہارے سوا کوئی اور ملتا ہی نہ
تھا جس کو رسول بنا کر بھیجتے "

تیسرے نے کہا :-

"میں تجھ سے بات کرنا نہیں چاہتا اس
لئے کہ اگر تو واقعی نبی ہے - جیسا کہ تو
دعویٰ کرتا ہے تو تیری بات سے انکار
کرنا مصیبت سے خالی نہیں اور
اگر جھوٹ ہے تو میں ایسے شخص سے
بات کرنا نہیں چاہتا "

اس کے بعد اُن لوگوں سے نا اُمید ہو کر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اور لوگوں سے بات کرنے کا ارادہ فرمایا - کہ آپ ہمت اور استقلال کے پہاڑ تھے - مگر کسی نے بھی قبول نہیں کیا - بلکہ بجائے قبول کرنے کے حضورؐ سے کہا کہ ہمارے شہر سے باہر نکل جاؤ اور جہاں تمہاری چاہت کی جگہ ہو وہاں چلے جاؤ -

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب اُن سے بالکل مایوس ہو کر واپس ہونے لگے تو ان لوگوں نے شہر کے لڑکوں کو پیچھے لگا دیا کہ آپ کا مذاق اُڑائیں - تالیاں بجائیں پتھر ماریں - حتیٰ کہ آپ کے دونوں جوتے خون کے جاری ہونے سے رنگین ہو گئے - حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اسی حالت میں واپس ہوئے - جب راستے میں ایک جگہ اُن شریروں سے اطمینان ہوا تو حضورؐ نے یہ دعا مانگی :-

اے اللہ تجھی سے شکایت کرتا ہوں -
میں اپنی کمزوری اور بے کسی کی - اور
لوگوں میں ذلت و رسوائی کی - اے
اَرحم الراحمین تو ہی ضعفاء کا رب ہے
اور تو ہی میرا پروردگار ہے - تو مجھے
کس کے حوالہ کرتا ہے - کس اجنبی بیگانہ
کے - جو مجھے دیکھ کر ترش رو ہوتا ہے اور
منہ چڑھاتا ہے - یا کہ کسی دشمن کے جس
کو تو نے مجھ پر قابو دے دیا - اے
اللہ اگر تو مجھ سے ناراض نہیں ہے
تو مجھے کسی کی بھی پرواہ نہیں ہے - تیری
حفاظت مجھے کافی ہے - میں تیرے
چہرہ کے اس نور کے طفیل جس سے تمام
اندھیریاں روشن ہو گئیں - اور جس سے دنیا
اور آخرت کے سارے کام درست ہو
جاتے ہیں - اس بات سے پناہ مانگتا ہوں
کہ مجھ پر تیرا غصہ ہو یا تو مجھ سے
ناراض ہو - تیری ناراضگی کا اس وقت
تک دور کرنا ضروری ہے - جب تک
تو راضی نہ ہو - نہ تیرے سوا کوئی طاقت ہے
نہ قوت "

مالک الملک کی شان قہاری کو اس پر جوش آنا ہی تھا کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے آکر سلام عرض کیا اور کہا کہ :-

"اللہ تعالیٰ نے آپ کی قوم کی وہ گفتگو جو آپ
سے ہوئی تھی سنی - اور ان سے جوابات
سُنے - اور ایک فرشتہ کو جس کے متعلق
پہاڑوں کی خدمت ہے آپ کے پاس
بھیجا ہے کہ آپ جو چاہیں اس کو حکم دیں "

اس کے بعد اس فرشتہ نے سلام کیا اور عرض کیا کہ جو ارشاد ہو میں اس کی تعمیل کروں اگر ارشاد ہو تو میں دونوں جانب کے پہاڑوں کو ملا دوں جس سے یہ سب درمیان میں کچل جائیں یا اور جو سزا آپ تجویز کریں -

حضور اکرمؐ نے جواب دیا کہ :-

"میں اللہ سے اس کی امید رکھتا ہوں کہ اگر
یہ مسلمان نہیں ہوتے تو اُن کی اولاد میں
سے ایسے لوگ پیدا ہوں گے جو اللہ کی
پرستش کریں گے - اور اس کی عبادت
کریں گے "

یہ تھے اخلاق حضور کے جن کے ہم نام لیوا ہیں -

(باقی صفحہ [illegible] پر)

دین و دنیا کی فلاح تلاوتِ قرآن میں

(از جناب حاجی کمال الدین صاحب مدرس کارپوریشن مقیم شاہ عالمی گیٹ لاہور)

(نمبر ۱)

قبل اس کے کچھ عرض کیا جائے۔ یہ ضروری ہے کہ پہلے تلاوت قرآن کے کچھ آداب بھی لکھ دئیے جائیں وضو کے بعد کسی یکسوئی کی جگہ میں نہایت وقار کے ساتھ رُو بقبلہ بیٹھے اور نہایت ہی حضورِ قلب اور خشوع کے ساتھ اس طرح پڑھے کہ گویا خود خدائے تعالیٰ کو کلام پاک سنا رہا ہے اگر یاد کرنا مقصود نہ ہو تو پڑھنے میں جلدی نہ کرے۔ کلام پاک کو رحل یا کسی اونچی جگہ پر رکھے۔ تلاوت کے درمیان کسی سے کلام نہ کرے۔ اگر کوئی ضرورت پیش ہی آ جائے تو کلام پاک کو بند کر کے بات کرے — اور پھر اس کے بعد اعوذ پڑھ کر دوبارہ شروع کرے اگر مجمعے میں لوگ اپنے کاروبار میں مشغول ہوں تو آہستہ پڑھنا افضل ہے۔ ورنہ آواز سے پڑھنا اولیٰ ہے۔ خوش الحانی سے پڑھنے کی بہت سی احادیث میں تاکید آئی ہے۔ کلام پاک کی عظمت دل میں رکھے کہ کیسا عالی مرتبہ کلام ہے۔ اور دل کو وساوس خطرات سے پاک رکھے۔ اور یہ سمجھے کہ یہ احکم الحاکمین کا کلام ہے۔ سلطان السلاطین کا فرمان ہے۔ اس سطوت و جبروت والے بادشاہ کا قانون ہے کہ جس کی ہمسری نہ کسی بڑے سے بڑے سے ہوئی اور نہ ہو سکتی ہے خدا مجھ کو اور آپ کو ان آداب کے ساتھ پڑھنے کی توفیق عطا فرمائے ؎

ذوق ہو قرآن کا مجھکو نصیب
اور ہو اس کا مزا مجھکو نصیب
کہ مجھے قرآن سے تو بہرہ ور
اُلفتِ قرآن ہو مجھکو بیشتر
میرے خوں اور گوشت جسم و جان میں
اور میری آنکھ میں اور کان میں
الغرض ہو میرے سر سے پاؤں تک
فیض سے قرآن کے مجھ میں جھلک

مسئلہ:۔

اتنا قرآن حفظ کرنا جس سے نماز ادا ہو جائے ہر شخص پر فرض ہے اور تمام کلام پاک کا حفظ کرنا فرض کفایہ ہے۔ اگر خدانخواستہ کوئی بھی حافظ نہ ہو۔ تو تمام مسلمان گنہگار ہوں گے۔ بلکہ ملا علی قاری نے نقل کیا ہے۔ کہ جس شہر یا گاؤں میں کوئی قرآن پاک کا پڑھنے والا نہ ہو تو سب گنہگار ہیں۔

اس کفر و الحاد کے زمانہ میں جہاں ہم مسلمانوں میں دینی لحاظ سے گمراہی پھیل رہی ہے وہاں ایک عام آواز یہ بھی ہے کہ قرآن کے حفظ کرنے کو فضول سمجھا جاتا ہے۔ اس کے الفاظ رٹنے کو حماقت بتلایا جاتا ہے کہتے ہیں کہ یہ تو دماغ سوزی اور تضیع اوقات ہے۔ اور وہاں حضورؐ کا یہ ارشاد ہے کہ تم میں سب سے بہتر وہ شخص ہے کہ جو قرآن کو سیکھے اور سکھائے۔ کلام پاک چونکہ اصل دین ہے۔ اس کی بقا و اشاعت ہی پہ دین کا مدار ہے کمال اس کا یہ ہے کہ مطالب و مقاصد سمیت سیکھے اور ادنیٰ درجہ یہ ہے کہ فقط الفاظ کو سیکھے۔ لہٰذا جس شخص نے کلام پاک کو حاصل کر لیا۔ اس نے علوم نبوت کو اپنی پیشانی میں جمع کر لیا۔ اور حق تعالیٰ سے محبت کی نشانی یہ ہے کہ اس کے کلام پاک کی محبت قلب میں ہو۔ وہ لوگ جو مسلمانوں کے بچوں کو قرآن پاک کی تعلیم دیتے ہیں۔ قیامت کے ہولناک دن عرش کے سایہ کے نیچے ہوں گے۔ نیز وہ بچے بھی جنہوں نے بچپن میں قرآن شریف سیکھا اور بڑے ہو کر اس کی تلاوت کا اہتمام کرتے رہے۔

حضورؐ کا ارشاد ہے کہ جس شخص کو قرآن کی مشغولی کی وجہ سے ذکر کرنے اور دعائیں مانگنے کی فرصت نہیں ملتی۔ تو اللہ تعالیٰ اس کو سب دعائیں مانگنے والوں سے زیادہ عطا کرتے ہیں۔ اور خدا کے کلام کو سب کلاموں پر ایسی ہی فضیلت ہے جیسی کہ خود حق تعالیٰ کو تمام مخلوق پر۔ دوسری جگہ ارشاد ہے کہ اللہ تعالیٰ اس شکر گزار بندوں کے ثواب سے افضل ثواب عطا کرتا ہے

ہے جو یہ رحمت بھری تیری کتاب ؎
ہوتا ہے رحمت کا جس سے فتح باب
وہ کتابِ پاک جس میں ہیں نہاں
رحمتوں کی تیری وہ کنجیاں
اور وہ آٹھوں نام برکت سے بھرے
ہیں جو پیشانی پہ سورج کے لکھے!
سب کے صدقے میں تو اے پروردگار
کر دے قرآن کو میرے دل کی بہار

عقبہؓ کہتے ہیں کہ حضورؐ تشریف لائے ہم لوگ صفہ میں بیٹھے تھے۔ آپ نے فرمایا کہ تم میں سے کون شخص اس کو پسند کرتا ہے کہ علی الصبح بازار بطحان یا عقیق میں جاوے۔ اور دو اونٹنیاں عمدہ سے عمدہ بلا کسی قسم کے گناہ اور قطع رحمی کے پکڑ لائے۔ صحابہ نے عرض کیا کہ اس کو تو ہم میں سے ہر شخص پسند کرے گا۔ حضورؐ نے فرمایا کہ مسجد میں جا کر دو آیتوں کا پڑھنا یا پڑھا دینا دو اونٹنیوں سے اور تین آیت کا تین سے۔ اسی طرح چار کا چار سے افضل ہے اور ان کے برابر اونٹوں سے افضل ہے۔ صفہ مسجد نبوی میں ایک خاص معین چبوترہ کا نام ہے۔ جو فقراء مہاجرین کے بیٹھنے کی جگہ تھی۔ بطحان اور عقیق مدینہ شریف کے پاس دو جگہ ہیں۔ جہاں اونٹوں کا بازار لگتا تھا۔ عرب کے نزدیک اونٹ نہایت پسندیدہ چیز تھی۔ بالخصوص وہ اونٹنی جس کا کوہان فربہ ہو تو اس سے زیادہ بہتر و افضل ہے۔ چند آیات کا حاصل کر لینا۔ ایک دو اونٹ کی تو کیا حقیقت اگر ہفت اقلیم کی سلطنت بھی مل جائے تو کیا حاصل۔ آج نہیں۔ تو کل، موت اس سے جبراً جدا کر دے گی۔ لیکن ایک آیت کا اجر ہمیشہ کے لئے ساتھ رہنے والی چیز ہے۔ دُنیا ہی میں دیکھ لیجئے کہ آپ کسی شخص کو ایک روپیہ عطا فرما دیجئے اس کی اس کو خوشی ہو گی۔ بمقابلہ اس کے کہ ایک ہزار روپیہ اس کے حوالہ کر دیں کہ اس کو اپنے پاس رکھ لے میں ابھی واپس آ کر لے لوں گا۔ کہ اس صورت میں بجز اس پہ بار امانت کے کوئی فائدہ اس کو حاصل نہ ہو گا۔

حضورؐ کا ارشاد ہے کہ قرآن کا ماہر ان ملائکہ کے ساتھ ہے جو میر منشی ہیں اور نیکوکار ہیں۔ اور جو شخص قرآن شریف کو اٹکتا ہوا پڑھتا ہے۔ اور اس میں دقت خرچ کرتا ہے تو اس کو دوہرا اجر ہے۔

قرآن شریف کا ماہر وہ کہلاتا ہے۔ جس کو یاد بھی خوب ہو اور پڑھتا بھی خوب ہو۔ اور اگر معنی و مراد پہ بھی قادر ہو تو پھر کیا کہنا۔ ملائکہ کے ساتھ ہونے کا یہ مطلب ہے کہ وہ بھی قرآن شریف کے لوحِ محفوظ سے نقل کرنے والے ہیں۔ اس کا نقل کرنے والا اور پہنچانے والا ہے۔ تو گویا دونو ایک ہی مسلک پہ ہیں۔ یا یہ کہ حشر میں ان کے ساتھ اجتماع ہو گا۔ اٹکنے والے کو دوہرا اجر۔ ایک اس کی قرات کا۔ دوسرا اس کی مشقت کا جو اس بار بار اٹکنے کی وجہ سے برداشت کرتا ہے۔ لیکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ یہ اس ماہر سے بڑھ جاتے۔ ماہر کی فضیلت اس سے بہت بڑھ کر ہے۔

ایک روایت میں یہ بھی ہے کہ جو شخص قرآن شریف پڑھتا ہے۔ اور وہ یاد نہیں ہوتا تو اس کے لئے دوہرا اجر ہے۔ اور جو اس کو یاد کرنے کی تمنا کرتا ہے لیکن یاد کرنے کی طاقت نہیں رکھتا۔ مگر وہ پڑھنا بھی نہیں چھوڑتا۔ تو حق تعالیٰ شانہٗ اس کا حفاظ کے ساتھ حشر فرمائیں گے

حضورؐ کا ارشاد ہے کہ قرآن پاک کی وجہ سے خدا تعالیٰ کتنے ہی لوگوں کو بلند کرتا ہے۔ اور کتنے ہی لوگوں کو پست و ذلیل کرتا ہے۔ یعنی جو لوگ اس پر ایمان لاتے ہیں۔ عمل کرتے ہیں۔ خدا ان کو دُنیا و آخرت میں عزت عطا فرماتا ہے۔ اور جو عمل نہیں کرتے۔ ان کو خدا ذلیل کرتا ہے۔ کلام اللہ کی آیت شریف سے بھی یہ مضمون ثابت ہوتا ہے یُضِلُّ بِهٖ كَثِيْرًا وَّيَهْدِیْ بِهٖ كَثِيْرًا۔ خدا اس کی وجہ سے بہت سے لوگوں

کو ہدایت فرماتے ہیں۔ اور بہت سے لوگوں کو گمراہ۔

حضورؐ کا ارشاد ہے کہ تین چیزیں قیامت کے دن عرش کے نیچے ہوں گی۔ ایک کلام پاک کہ جھگڑے گا بندوں سے۔ دوسری چیز امانت ہے اور تیسری چیز رشتہ داری کہ جو پکاریگی کہ جس شخص نے مجھ کو ملایا اللہ اس کو اپنی رحمت سے ملائے۔ اور جس نے مجھ کو توڑا اللہ اپنی رحمت سے اس کو جدا کرے۔ خدا تعالےٰ کے عالی دربار میں یہ چیزیں بہت ہی قریب ہوں گی جن لوگوں نے کلام اللہ کو پڑھا اور اس پر عمل کیا ان کی طرف سے دربار حق سبحانہٗ میں جھگڑے گا۔ شفاعت کرلیگا اور ان کے درجے بلند کرائیگا۔ اب وہ حضرات جو کبھی بھول کر بھی تلاوت نہیں کرتے ذرا غور فرمالیں۔ موت بہر حال آنے والی ہے۔ مولا کے سامنے کیا جواب دیں گے۔ شرح احیاء میں امام صاحبؒ سے نقل کیا ہے کہ سال میں دو مرتبہ ختم کرنا قرآن شریف کا حق ہے ؎

پیشوا میرا ہو قرآن کریم!
اس کے باعث مجھ پہ ہو فضل عظیم
ہو یہی میرا امام و پیشوا
ہو اسی کا نور میرا رہنما!
(آمین ثم آمین)

حضورؐ کا ارشاد ہے کہ (قیامت کے دن) صاحب قرآن یعنی حافظ سے کہا جائے گا کہ قرآن شریف پڑھتا جا اور بہشت کے درجوں پر چڑھتا جا اور ٹھہر ٹھہر کر پڑھ، جیسا کہ دنیا میں پڑھا کرتا تھا۔ پس تیرا مرتبہ وہی ہے۔ جہاں آخری آیت پر پہنچے یعنی قرآن شریف کی ایک ایک آیت پڑھتا جا اور ایک ایک درجہ اوپر چڑھتا جا۔ اس لئے روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ جنت کے درجات کلام اللہ شریف کی آیات کے برابر ہیں۔ لہٰذا جو شخص جتنی آیات کا ماہر ہوگا اتنے ہی درجے اوپر اس کا ٹھکانا ہوگا۔ اور جو شخص تمام کلام اللہ کا ماہر ہوگا وہ سب سے اوپر کے درجے میں ہوگا۔

ملّا علی قاری نے ایک حدیث سے نقل کیا ہے کہ اگر دنیا میں بکثرت تلاوت کرتا رہا تب تو اس وقت بھی یاد ہوگا۔ ورنہ بھول جائے گا۔ خدا اپنا فضل فرمائے کہ ہم میں بہت سے لوگ ایسے ہیں جن کو والدین نے دینی شوق میں یاد کرادیا تھا مگر وہ اپنی لاپرواہی اور بے توجہی سے دنیا ہی میں ضائع کر دیتے ہیں۔ اور اس کے مقابل بعض احادیث میں وارد ہوا ہے کہ جو شخص قرآن پاک یاد کرتا ہو اور اس میں محنت و مشقت برداشت کرتا ہوا مرجائے وہ حفاظ کی جماعت میں شمار ہوگا۔ خدا کے ہاں عطاء بخشش میں کوئی کمی نہیں۔ لینے والا بھی کوئی ہو ؎

اس کے الطاف تو ہیں عام شہیدی سب پہ
تجھ سے کیا ضد تھی اگر تو کسی قابل ہوتا

حضورؐ کا ارشاد ہے کہ جو شخص ایک حرف کتاب اللہ کا پڑھے۔ اس کے لئے اس حرف کے بدلے ایک نیکی ہے اور ایک نیکی کا اجر دس نیکی کے برابر ہے۔ میں یہ نہیں کہتا کہ سارا الٓمٓ ایک حرف ہے بلکہ الف ایک حرف لام ایک حرف میم ایک حرف گویا الٓمٓ کی تلاوت سے ۳۰ نیکیاں ملتی ہیں۔ کیا ٹھیک ہے اس کی رحمت اور بخشش کا۔ اے اللہ!

رات دن اس کی تلاوت ہو نصیب
اس سے ذوق و شوق الفت ہو نصیب
اور بنا میرے لئے اس کو دلیل!
دین و دنیا میں وہ میرا ہو کفیل

حضورؐ کا ارشاد ہے کہ جو شخص قرآن شریف پڑھے اور اس پر عمل کرے تو اس کے والدین کو قیامت کے دن ایک تاج پہنایا جائے گا جس کی روشنی آفتاب کی روشنی سے بھی زیادہ ہوگی۔ اگر وہ آفتاب تمہارے گھروں میں ہو، پس کیا گمان ہے تمہارا اس شخص کے متعلق جو خود عامل ہے۔ یعنی قرآن پاک کے پڑھنے اور اس پر عمل کرنے کی برکت یہ ہے۔ کہ اس پڑھنے والے کے والدین کو ایسا تاج پہنایا جائے گا جس کی روشنی آفتاب کی روشنی سے بہت زیادہ ہوگی اگر وہ آفتاب تمہارے گھروں میں ہو تو یقیناً بہت زیادہ روشنی اور چمک کا سبب ہوگا۔ جبکہ وہ اتنی دور سے اس قدر روشنی پھیلاتا ہے تو پڑھنے والے کے والدین کو جو تاج پہنایا جائے گا۔ اس کی روشنی اس روشنی سے زیادہ ہوگی جس کو گھر میں طلوع ہونے والا آفتاب پھیلا رہا ہے۔

اور جبکہ والدین۔ کے لئے یہ ذخیرہ ہے۔ تو خود پڑھنے والے کے اجر کا خود اندازہ کر لیا جاوے کہ کس قدر ہوگا کہ جبکہ اس کے طفیلیوں کا یہ حال ہے تو خود اصل کا حال بدرجہا زیادہ ہوگا کہ والدین کو کو یہ اجر صرف اس وجہ سے ہوا ہے کہ وہ اس کے وجود یا تعلیم کا سبب بنے۔

ایک دوسری جگہ ارشاد ہے کہ:-

"جو شخص قرآن شریف پڑھے اور اس پر عمل کرے۔ اس کو ایک تاج پہنایا جائے گا۔ جو نور سے بنایا ہوا ہوگا۔ اور اس کے والدین کو ایسے دو جوڑے پہنائے جائیں گے۔ کہ تمام دنیا ان کا مقابلہ نہیں کر سکتی۔ وہ عرض کریں گے کہ یا اللہ یہ جوڑے کس صلے میں ہیں ارشاد ہوگا۔ کہ تمہارے بچے کے قرآن شریف پڑھنے کے عوض میں۔"

ایک اور جگہ ارشاد ہے کہ:-

جو اپنے بیٹے کو ناظرہ قرآن شریف سکھائے اس کے سب اگلے اور پچھلے گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔ اور جو شخص حفظ کرلے اس کو قیامت میں چودھویں رات کے چاند کے مشابہ اٹھایا جاویگا۔ اور اس کے بیٹے سے کہا جائیگا کہ پڑھنا شروع کر۔ جب بیٹا ایک بار پڑھے گا باپ کا ایک درجہ بلند کیا جائیگا حتیٰ کہ اس طرح تمام قرآن شریف پورا ہو۔ خیال فرمائیے کہ بچے کے پڑھنے پر باپ کے لئے یہ فضائل ہیں (باقی آئندہ)

گداگری اسلامی نقطۂ نظر سے

از شیخ خدا بخش صاحب خطیب نئی آبادی جیا موسی لاہور

قُل لَّآ اَسْئَلُکُمْ عَلَیْهِ اَجْرًا اِلَّا الْمَوَدَّةَ فِی الْقُرْبٰی ○

کہتے ہیں کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب مکے سے مدینہ میں تشریف لائے۔ مدینہ کے لوگوں نے کہا کہ ہم دیکھتے ہیں کہ خرچ آپ کا بہت ہے اور آمدنی کم۔ اگر فرمائیں تو ہم اپنے جی کی خوشی سے سب مل کر اپنے اپنے مال سے لا کر حاضر کریں تو خرچ میں تنگی نہ ہو سو اللہ تعالیٰ نے یہ کہلا بھیجا کہ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کہہ دیجئے اُن کو کہ نہیں چاہتا میں تم سے کچھ مزدوری خدا تعالیٰ کے پیغام پہنچانے پر۔ مگر چاہتا ہوں میں کہ تم دوستی کرو کنبہ سے)

قرآن شریف فرقان حمید میں جس قدر انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے اسماء مذکور ہیں جب انہوں نے قوم کے سامنے دعوت توحید دی تو قوم کے سامنے دست سوال دراز نہیں کیا بلکہ اپنی زبان مبارک سے فرمادیا لَا اَسْئَلُکُمْ عَلَیْهِ اَجْرًا۔

صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی سوانح حیات بھی شاہد ہے کہ گداگری کی بجائے مزدوری کرنی۔ تجارت کرنی اپنے لئے باعث فخر سمجھا۔ کیونکہ ان میں حضورؐ کا یہ ارشاد تھا۔ اَلْیَدُ الْعُلْیَا خَیْرٌ مِّنَ یَدِ السُّفْلٰی (یعنی اوپر کا ہاتھ اچھا ہے نیچے کے ہاتھ سے) اُوپر کے ہاتھ سے مراد دینے والا نیچے کے ہاتھ سے مراد لینے والا ہے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ تجارت کر کے بسر اوقات کرتے تھے۔ گرچہ محتاج تھے اپنے لئے قوم کے سامنے سوال کرنا عار سمجھتے تھے۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا واقعہ حدیث میں موجود ہے۔ کہ ایک دن آپ کو سخت بھوک نے پریشان کر دیا۔ یہودی کے باغیچہ میں گئے یہودی نے سمجھا۔ کہ بھوکا ہے شاید مزدوری کرنے کا ارادہ رکھتا ہے اس نے کہا کہ پانی کا ڈول کنوئیں سے کھینچو اور فی ڈول ایک کھجور لے لو۔ آپ نے بھوک کی حالت میں یہودی کی مزدوری کی۔ جب کچھ کھجوریں ہو گئیں آپ نے پانی کھینچنا بند کر دیا۔ اور کھجوریں کھا کر اللہ کا شکریہ ادا کیا۔ اگر آج ایسے تن پرستی ہوتے تو جُبہ پہن کر دربدر شکم پُری کے لئے طواف کرتے نظر آتے۔ آج وہ حضرات عوذ فرمائیں۔ جو اپنے کو ورثۃ الانبیاء سمجھتے ہیں۔ لیکن انبیاء والے اوصاف اُن میں نہیں پائے جاتے۔ جہاں بھی وعظ کیا قوم سے چندہ مانگنا سفر خرچ طلب کرنا عام شیوہ بن گیا ہے۔ اللہ کی آیتوں کو فروخت کرنے میں شرم وحیا بھی مانع نہیں ہوتی ہے۔ جو شخص مسئلہ دین سنا کر روپے پیسہ کا خواستگار ہوگا۔ اس کے وعظ کا اثر ہی کیا ہوگا۔ یہی حال پیروں کا ہے کہ چند مرید بنا لئے نذرانے دھرا لیتے پھرتے ہیں۔ خواہ مرید شرک بدعت فسق و فجور میں مبتلا ہوں جیسا کہ مولانا حالیؒ گداگر پیروں کے بارے میں فرماتے ہیں ؎

بہت لوگ پیروں کی اولاد بن کر
نہیں ذات والا میں کچھ جن کے جوہر
بڑا فخر ہے جن کو لے دے کے اس پر
کہ تھے اُن کے اسلاف مقبول داور
کرشمے ہیں جا جا کے جھوٹے دکھاتے
مریدوں کو ہیں لوٹتے اور کھاتے

سچ فرمایا حضرت عبداللہ بن مبارکؒ نے ؎

ھَلْ اَفْسَدَ الدِّیْنَ اِلَّا الْمُلُوْکُ
وَاَحْبَارُ سُوْءٍ وَّ رُهْبَانُهَا

(ترجمہ:- نہیں خراب کیا دین کو مگر بادشاہوں اور علماء اور مشائخ نے جنہوں نے حرام کھا کر اللہ کے دین کو چھپایا)

ہندو مذہب میں گداگری کو مذہبی حقیقت حاصل ہے وہ اس کو روحانی ترقی کا ذریعہ قرار دیتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ آپ تاریخ ہند کے مختلف دوروں میں راجوں مہاراجوں تک کو راج پاٹ چھوڑ کر فقیری کرتے ہوئے پائیں گے اس سلسلے میں گوتم بدھ۔ گوپی چند۔ رام۔ لچھمن ایسے لوگ حکومت کو چھوڑ کر فقیری اختیار کر کے زندگی گزارتے ہیں۔ مگر مذہب اسلام میں اس قسم کا کوئی تخیل موجود نہیں ہے۔ وہ آخرت کی بھلائی کے ساتھ دنیا کی بھلائی اور اچھائی چاہتا ہے۔ اور مسلمانوں کی زبان سے یہ سننا چاہتا ہے۔ رَبَّنَآ اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَةً وَّفِی الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً الخ

ترجمہ:- اے رب میرے دے مجھے دُنیا میں اچھائی اور آخرت میں اچھائی)

گداگری روح اسلام کے خلاف ہے۔ اسلام اپنے فرزندوں کو عزّت نفس کی تعلیم دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں وَابْتَغُوْا مِنْ فَضْلِ اللّٰهِ (ترجمہ۔ طلب کرو اللہ کے رزق سے) علماء کا کہنا ہے کہ سوال صرف وہی کر سکتا ہے کہ جس کے پاس ایک دن کی خوراک نہ ہو لیکن مانگنے کا کسب اختیار کر لینا سخت مذموم ہے۔ جو لوگ ہٹے کٹے تندرست ہونے کے باوجود مانگتے پھرتے ہیں۔ ایسے لوگوں کو دینا بھی گناہ ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:- تَعَاوَنُوْا عَلَی الْبِرِّ وَالتَّقْوٰی وَلَا تَعَاوَنُوْا عَلَی الْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ۔

(ترجمہ:- مدد کرو اچھائی اور پرہیزگاری پر اور نہ مدد کرو گناہ اور سرکشی پر) اِعَانَةُ الْمَعْصِیَةِ مَعْصِیَةٌ (گناہ پر مدد کرنا بھی گناہ ہے)

قرآن شریف نے خود مستحقین کو بتلا دیا ہے۔

اِنَّمَا الصَّدَقَاتُ لِلْفُقَرَآءِ وَالْمَسٰکِیْنِ وَالْعٰمِلِیْنَ عَلَیْهَا وَالْمُؤَلَّفَةِ قُلُوْبُهُمْ وَفِی الرِّقَابِ وَالْغَارِمِیْنَ وَفِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ وَابْنِ السَّبِیْلِ فَرِیْضَةً مِّنَ اللّٰهِ وَاللّٰهُ عَلِیْمٌ حَکِیْمٌ ○

(ترجمہ:- بیشک خیرات فقیروں کے لئے مسکینوں اور وصول کرنے والوں اوپر اس کے۔ اور جن کے دل پرچائے جاتے ہیں ان کے لئے اور غلاموں کے آزاد کرنے کے لئے اور قرضداروں کے لئے خدا کی راہ میں اور مسافروں کے لئے ہے۔ یہ اللہ کی طرف سے مقرر ہو چکا اور اللہ خبردار حکمت والا ہے)

قرآن میں آٹھ شخص خیرات کے مستحق ہیں لیکن آجکل ہزاروں روپے بنک اور ڈاک خانہ میں جمع ہیں۔ ظاہری درویشی کا روپ بنا کر بھیک مانگتے پھرتے ہیں۔ ایسوں کے لئے سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد بھی سن لیجئے:-

"حضرت قبیصہ بن مخارق سے روایت ہے کہا کہ میں ایک شخص کا ضامن بنا۔ پس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا کہ حضورؐ سے سوال کروں گا۔ فرمایا حضورؐ نے ٹھہر جا یہاں تک کہ میرے پاس صدقہ آئے پس ہم حکم کریں گے تیرے لئے اس کے ساتھ پھر فرمایا قبیصہؓ بے شک سوال کرنا نہیں حلال ہے مگر تین آدمیوں کے لئے۔ اوّل جس شخص نے ضمانت اٹھائی۔ اس کے لئے سوال کرنا حلال ہے۔ دوئم ایک آدمی کہ پہنچی اس کو بھوک۔ اس کے لئے بھی سوال کی اجازت ہے سوئم جس کا سرمایہ ضائع ہو گیا۔ اس کے لئے بھی اجازت ہے۔ پس ان کے علاوہ سوال کرنا حرام ہے۔ ایسا سائل حرام کھاتا ہے۔ (رواہ مسلم)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جس شخص نے سوال کیا لوگوں سے مال کو زیادہ کرنے کے لئے پس بے شک وہ انگارا مانگتا ہے۔ پس چاہے کم کرے یا زیادہ کرے (مسلم)

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ برابر رہتا ہے مانگتا لوگوں سے آئے گا قیامت کے دن اس حال میں کہ اس کے منہ پر گوشت کا ٹکڑا نہ ہوگا۔ اچھے آدمیوں کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ لوگوں سے چمٹ کر نہیں مانگتے

موجودہ دور میں مختلف ڈیزائن کے بھیک مانگنے والے مداری پیدا ہو گئے ہیں۔ کہیں قوالی سنا کر نعت سنا کر۔ پند و نصیحت سنا کر۔ شعبدہ بازی دکھا کر پاکستانی کرامت دکھا کر پیسے کھٹے کئے جاتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ پاکستان سے اس گداگری کی لعنت کو دور فرمائے۔ اور حلال رزق کے کھانے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

کسبِ علم اور اسلام

از عزیز عبد الرشید عباسی طالب علم - واہ کینٹ

یوں تو ہمارا اعتقاد بصورتِ ایمان پختہ ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم زندگی کے ہر لمحے، ہر مقام اور ہر حال میں ہمارے لئے بہترین، بے نظیر اور کامل ہدایات فرماتے ہیں۔ مگر راقم بحیثیت ایک طالب علم ہونیکے چند سطور علم کے متعلق سپردِ قلم کرتا ہے۔ میں نے چاہا کہ زندگی کو بہتر سے بہترین صورت میں تکمیل دوں۔ مگر یہ حرف آرزو امرِ واقع کیسے بنے کونسا طریقہ ایسا ہے۔ جس سے میری یہ آرزو بر آئے۔ میں نے دیکھا کہ رسول اللہؐ نے تمام نیکیوں کا سرچشمہ اور تمام برائیوں سے نجات کا ذریعہ ایک اور صرف ایک ...... علم کو قرار دیا۔ رسول اللہؐ فرماتے ہیں کہ:

"لوگو علم حاصل کرو پنگھوڑے سے لیکر لحد تک"

آپ فرماتے ہیں کہ دانش (علم و عقل کی بات) کو اپنی کھوئی ہوئی شے سمجھو جہاں ملے لے لو۔ اور بتایا کہ جب تک تم علم کی تلاش میں ہو راہِ خدا میں ہو۔ علم کی تلاش پچھلے گناہوں کا کفارہ ہے۔ عبادت کی بزرگی سے علم کی بزرگی بہتر ہے۔ اس لئے کہ "طلب العلم فریضۃ علیٰ کل مسلم و مسلمۃ" یعنی تمام مسلمان مردوں اور عورتوں پر علم حاصل کرنا فرض ہے۔ اللہ۔ اللہ۔ وہ شدتِ احساس، وہ اندیشۂ نظر، وہ نورِ بصیرت، وہ وفورِ حکمت جو ان ارشاداتِ رسول اللہؐ میں جھلکتا ہے اسی کا باعث تھا کہ آپ رسول ہونے کے باوجود "ربِّ زدنی علما" (میرے رب مجھے اور زیادہ علم عطا کر) کہتے ہوئے دکھائی دیتے ہیں۔ مسلمانوں نے قلب و نظر، روح و جسم مادیات اور دینیات۔ تصوف و سیاسیات۔ عمرانیات و فلکیات۔ اخلاقیات و طبعیات میں جو عارفانہ اور مجتہدانہ مقام حاصل کیا وہ رسول اللہؐ کے انہی ارشاداتِ عالیہ کا فیضِ عام تھا۔ تاریخِ اسلام اور تاریخِ عالم کو دیکھئے تو یہ بات حقیقت پذیر ثابت ہوگی کہ اسلام ہی سب سے پہلا مذہب ہے۔ جو سب سے پہلے علما اور اصحابِ علم یعنی علما کا حامی بنا۔ غیر اسلامی دنیا میں تحصیلِ علم پر پابندیاں تھیں۔ بے اعتنائی تھی۔ اور اسی سبب سے علماء کی ناقدری تھی۔

مثال کے طور پر ہمارے پڑوسی ملک ہندوستان میں مذہبی علم محض برہمنوں کے لئے اور دنیاوی علم کا حصول دیگر ہندوؤں کے لئے مخصوص تھا۔ شودر اور اچھوت جیسی قومیں نہ مذہبی علم حاصل کر سکتی تھیں اور نہ ہی دنیاوی علم۔ شودر یا اچھوت اگر وید کا کوئی شلوک ...... سن لیتے تو اس کے کان میں سیسہ پگلا کر ڈالدینے کے احکام ہیں اور یورپ میں کہ جب مسلمان اپنے اسلاف سے بے خبری کے باعث تابندہ تر سمجھنے کے ساتھ ساتھ اپنے ماضی کو تاریک تر کہتے ہیں۔ مندرجہ ذیل قسم کے واقعات رونما ہوتے ہیں

(۱) پروفیسر گیلی نے کہہ دیا تھا کہ حرکاتِ نجوم بہت باقاعدہ ہیں۔ یہی مقولہ اسی کی ہلاکت کا باعث ہوا۔

(۲) میلڈم ماری سونتا ۱۷۲۱ء میں قسطنطنیہ سے چیچک کا ٹیکہ سیکھ کر یورپ پہنچی تو کلیسا نے شاہِ انگلستان سے تحریری طور پر درخواست کی کہ ٹیکے کے ذریعے علاج کو حکماً بند کر دیا جائے

(۳) امریکہ میں ولادت کے طریقہ کو مخدر کرنے کا طریقہ نکلا۔ تو پادریوں نے اسے خدا کے اس حکم کے خلاف سمجھا کہ عورت بچے کو دکھ سے جنے گی۔ چنانچہ اس کے خلاف سخت احتجاج کیا گیا۔

انہی رجحانات کا سبب تھا۔ کہ اسکندریہ کا کتب خانہ قیصر جولیس کے وقت نذرِ آتش کر دیا تھا۔ اس لئے کہ اس میں مذہب کے خلاف بھی کتابیں موجود تھیں۔ نیز اسپین میں مسلمانوں کو شکست دینے کے بعد عیسائیوں نے وہاں کے کتب خانوں کو جلا کر راکھ کیا ——— مگر اس کے برعکس مسلمانوں نے علم کو بغیر کسی تخصیص کے سیکھا۔ اور مسلم، غیر مسلم سب کو حصولِ علم کی عام اجازت دی۔ علماء کا نہایت درجہ احترام کیا۔ ہارون الرشید نے قیصرِ روم کو شکست دینے کے بعد اس کے کتب خانوں کو حاصل کرنے کے عوض اسے دوبارہ بادشاہت دے دی۔ یہ خیال رہے کہ کتب خانہ غیر اسلامی علوم کا حامل تھا۔

الغرض مجھے اپنی زندگی کو انفرادی و خاندان کے لحاظ سے بین الاسلامی اور بین العالمی لحاظ سے بہتر سے بہتر انداز پر تعمیر کرنے کے لئے علم کو جزوِ اعظم قرار دینے کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ادھر متوجہ کر دیا۔ اب میں ہوں گا اور میرا مقدر۔ پائے درویش لنگ ہو تو ہو۔ مگر ہادیٔ اکبرؐ کی طرف سے کوئی روک نہیں یہ تھے وہ ارشادات جو ایک طالب علم کو نقاد، محقق، معلم، مصلح، لیڈر، سپہ سالار اور حکمران بننے کے لئے کفایت کرتے ہیں۔

بقیہ:-

دین کی خاطر سختیاں برداشت کرنا

(ص۱۲ سے آگے)

اب صحابہ کی تکالیف سنئے:-

حضرت ابو جندل رضی اللہ عنہ اسلام لانے کے بعد سخت آزمائش میں مبتلا ہوئے۔ کفار نے ان کے پیروں میں بیڑیاں ڈال دیں۔ والد نے طمانچے بھی مارے۔ پھر دوبارہ اپنے پاس واپس لے گئے۔

حضرت بلال حبشی رضی اللہ عنہ مشہور صحابی ہیں اسلام لانے کے بعد اُن کے مالک نے تپتی ہوئی ریت پر سیدھا لٹا کر سینے پر بڑی بھاری چٹان رکھ دیتا تھا۔ مگر یہ احد احد پکارتے تھے۔ کوڑے لگائے جاتے تھے۔ عذاب دینے والے اُکتا جاتے تھے۔ مگر یہ نہیں اکتاتے تھے۔ آخر کار سیدنا ابوبکر صدیق رضؓ نے خرید کر آزاد کر دیا۔

حضرت ابو ذر غفاریؓ اسلام لانے کے بعد جوش میں آ کر خانہ کعبہ کے پاس کفارِ مکہ کے سامنے بلند آواز سے کلمہ پڑھ دیا۔ جس کی وجہ سے سخت مار کھانا پڑی۔ برداشت کیا۔ آبِ زمزم کئی دن تک پیتے رہے۔ ورنہ بھوک کافور ہوگئی۔ حضرت خبابؓ کو مشرف با اسلام ہونے کے بعد تپتے ہوئے انگاروں پر لٹا دیا گیا۔ یہاں تک کہ پشت کی چربی کے جلنے کی وجہ سے انگارے بجھ گئے

لیکن پھر بھی نہیں پھرے حضرت عمار بن یاسر اور اُنکی والدہ سُمیّہ رضی اللہ عنہا کے اوپر بھی غم کا پہاڑ ٹوٹ پڑا۔ حضرت سمیہ رضی اللہ عنہا کے ابوجہل نے نیزہ مارا۔ جامِ شہادت نوش فرمایا۔ لیکن اسلام کی دولت کو ہاتھ سے نہیں جانے دیا۔ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کو بھی اسلام لانے کی وجہ سے مصیبتیں اٹھانی پڑیں اور حضرت عمر فاروق رضؓ کی ہمشیرہ صاحبہ کو بھی حضرت عمر فاروقؓ نے بہت مارا۔ لیکن وہ عورت ہو کر بھی مستقل مزاج رہیں۔

حضرت جعفر طیار رضی اللہ عنہ اسلام لانے کے بعد حبشہ کی طرف ہجرت کی۔ وہاں مناظرہ ہوا۔ وہاں ثابت قدم رہے گھبرائے نہیں۔

غرضیکہ انبیاء کرامؑ و صحابہ عظامؓ دین کی خاطر سخت سے سخت مشقتیں اٹھائی ہیں۔

اللہ تعالیٰ ہمیں بھی دین کی خاطر تکلیف برداشت کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اور استقلال کی ارزانی فرمائے۔ آمین یا اللہ العالمین!

بچوں کا صفحہ

صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(از محترمہ ناصیہ بیگم صاحبہ دیوبند)

پیارے بچو! تم نے صدیق اکبر رض کا نام تو سنا ہوگا۔ شاید تم کو یہ معلوم نہ ہوگا۔ کہ انہوں نے ابتدائی زندگی میں کون سے نمایاں کام انجام دئے ہیں۔ میں آج تمہارے سامنے ابوبکر صدیق کے ابتدائی حالات بہت مختصر طریقہ پر پیش کرتی ہوں۔

صدیق اکبر رض کا نام عبداللہ بن عثمان تھا۔ عتیق لقب تھا۔ آپ کا رنگ گورا۔ چھریرا بدن اور قد جھکا ہوا تھا۔ جس وقت حضور ص کے ساتھ مدینہ تشریف لائے آپ کی ڈاڑھی کالی اور سفید تھی۔ آپ مہندی کا خضاب کیا کرتے تھے۔ حضرت ابوبکر رض میں بہت سی خوبیاں تھیں۔ جاہلیت کے دور میں بھی آپ رض نے شراب نہیں پی۔ اور نہ شعر گوئی میں حصہ لیا۔ یہ دونوں چیزیں شرفاء عرب کی زندگی کا جزو بن گئی تھیں۔ حضرت ابوبکر رض سے سوال کیا گیا کہ آپ رض نے کبھی شراب بھی پی ہے؟ ابوبکر رض نے اللہ سے پناہ مانگ کر فرمایا کبھی نہیں،، اس شخص نے پھر دریافت کیا کیوں نہیں پی۔ حضرت ابوبکر رض نے جواب میں ارشاد فرمایا تاکہ عزت برباد نہ ہو اور مروت زائل نہ ہو۔ یہ جواب جب آنحضرت نے سنا تو دو مرتبہ ارشاد فرمایا۔ سچ کہا ابوبکر رض نے زمانہ جاہلیت میں ابوبکر صدیق رض کا شمار رؤساء قریش میں ہوتا تھا۔ اور قریشی آپ کی بڑی عزت کرتے تھے۔ خون بہا اور جرمانے وغیرہ کے مقدمات کا فیصلہ کرنا آپ ہی کے سپرد تھا۔ کیونکہ اس وقت کوئی بادشاہ نہ تھا۔ بلکہ ہر رئیس کے ذمے ایک فرض تھا۔ جس کو وہی انجام دے سکتا تھا۔ یہ ابوبکر صدیق رض کے دورِ جاہلیت کے مختصر سے حالات تھے۔ صدیق اکبر رض نے اسلام میں بھی وہ کارہائے نمایاں انجام دئے جن کی مثال نہیں ملتی۔

سب سے پہلے اسلام لانیوالوں میں آپ رض بھی شامل ہیں۔ اگر یوں کہا جائے کہ مردوں میں ابوبکر رض سے پہلے کوئی مشرف باسلام نہیں ہوا تو شاید غلط نہ ہوگا۔ اور اس کی تائید حضور ص کے اس قول سے بھی ہوتی ہے کہ آپ ص نے فرمایا:-

"وہ ایسا شخص ہے کہ جب میں نے کہا کہ میں اللہ کا رسول ہوں اور مجھ کو اللہ نے تمہاری ہدایت کے لئے بھیجا ہے تو تم نے مجھے جھٹلا دیا۔ لیکن اس وقت ابوبکر نے میری تصدیق کی۔"

صدیق اکبر رض کو آنحضور ص سے بچپن ہی سے محبت تھی۔ اور اسلام لانے کے بعد تو حضور ص سے کسی وقت جدا ہونا ہی پسند نہ کرتے تھے۔ تمام لڑائیوں میں حضور ص کے ساتھ رہے۔ اور آنحضور ص کی خوشنودی کے لئے آپ رض نے ہجرت فرمائی اور اپنے بیوی بچے مال و اسباب غرض ہر چیز کو چھوڑ دیا۔ اور غار ثور میں آپ کے ساتھ قیام پذیر ہوئے۔ یہی وہ جگہ ہے جہاں سے ابوبکر صدیق رض کا خطاب عطا کیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اسی کے لئے فرمایا ہے (اذ ہما فی الغار الخ) اور لڑائیوں میں آپ کی مدد جاری رکھی ان کے علاوہ غزوہ بدر و حنین میں آپ نے وہ نمایاں کام انجام دئے ہیں۔ جن کی نظیر نہیں ملتی۔

نعت

از جناب حکیم عبدالکریم ثمر صاحب اچھرہ لاہور

فروغِ نورِ مجسم محمد عربی ص — فراغ ظلمتِ آدم محمد عربی ص

امیرِ کون و مکاں خواجہ زمین و زماں — ہیں فخر و نازشِ عالم محمد عربی ص

عرب کو اُس نے عطا کی قیادتِ عظمیٰ — عجم کے محسنِ اعظم محمد عربی ص

فصیلِ سرِّ الٰہی بہت بلند سہی — مگر ہیں عرش کے محرم محمد عربی ص

اُدھر ملا ہے تبسم عروسِ گلشن کو — اِدھر ہے دیدۂ پُر نم محمد عربی

ہو تیرے اُسوۂ حسنہ کا آدمی پیرو — ہے میری کوشش پیہم محمد عربی

تری نگاہِ کرم کا اُمیدوار ثمر

کرم اے رحمتِ عالم محمد عربی

رجسٹرڈ ایل نمبر ۶۰۴۷
ایڈیٹر:-
عبد المنان چوہان

ھدیہ چندہ
سالانہ .... گیارہ روپے
ششماہی .... چھ روپے
فی پرچہ .... چار آنے

——— حیدر آباد۔ ۱۵ر جنوری۔ وزیر اعظم پاکستان مسٹر محمد علی نے زیل پاک سیمنٹ فیکٹری کا افتتاح کرتے ہوئے کہا کہ صنعتی پالیسی کا مقصد اقتصادی آزادی کا حصول ہے۔ انہوں نے کہا کہ اس سال صنعتی منصوبوں پر ایک ارب گیارہ کروڑ چالیس لاکھ روپیہ خرچ کیا جائے گا۔ صنعتی ملی کارپوریشن کے صدر مسٹر غلام فاروق نے کہا کہ کراچی اور سکھر میں بھی سیمنٹ فیکٹریاں قائم کی جائیں گی۔

——— کراچی۔ ۱۷ر جنوری۔ مسودۂ آئین میں سردار امیر اعظم خاں کی طرف سے ایک ترمیم پیش کی جا رہی ہے جس کی رُو سے صدر جمہوریہ اپنی صوابدید پر قومی اسمبلی توڑنے کا مجاز نہیں ہوگا۔ صوبائی گورنر بھی اپنی مرضی سے صوبائی اسمبلی نہیں توڑ سکیں گے۔

——— کراچی۔ ۱۷ر جنوری۔ وزیر قانون۔ پاکستان نے اعلان کیا کہ موجودہ پروگرام کے مطابق عام انتخابات اگلے سال مارچ میں ہوں گے۔ انہوں نے مزید کہا کہ وزیر اعظم کے عہدے پر غیر مسلم بھی فائز ہو سکیں گے۔

——— ڈھاکہ۔ ۱۸ر جنوری۔ وزیر اعلیٰ مشرقی پاکستان مسٹر ابو حسین سرکار نے سرکاری افسروں سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ پاکستان کی سالمیت پر کوئی آنچ نہ آنے پائے۔

——— لاہور۔ ۱۹ر جنوری۔ مغربی پاکستان کی اسمبلی کے انتخابات میں سید عابد حسین کے سوا تمام صوبائی وزیر منتخب ہو گئے۔

——— لاہور۔ ۱۹ر جنوری۔ وزیر اعلیٰ ڈاکٹر خاں صاحب نے گجرات کے صحافیوں کے خلاف مقدمہ واپس لینے کا اعلان کیا ہے۔ انہوں نے کہا کہ صحافیوں کو اپنی ذمہ داریوں کا احساس دلایا جائے۔

——— کراچی۔ ۲۰ر جنوری۔ آج کولیشن پارٹی اپنے نمائندہ لائحہ عمل کے بارے میں اہم فیصلے کرے گی۔ خبر آئی ہے کہ مسٹر فضل حق اپنی پارٹی میں اختلافات ختم نہیں کرا سکے۔

——— لاہور۔ ۲۱ر جنوری۔ کرکٹ میچ دیکھنے کے لئے بارہ ہزار ہندوستانی لاہور پہنچ چکے ہیں۔

——— لاہور۔ ۱۸ر جنوری۔ آج لاہور میں لاری کا ایک المناک حادثہ ہوا۔ جس میں ایک شخص ہلاک اور دو بری طرح مجروح ہو گئے۔ پولیس نے اس حادثہ کے الزام میں ایک سترہ سالہ نوجوان بشیر کو گرفتار کر لیا۔

——— لاہور۔ ۲۰ر جنوری۔ مغربی پاکستان کی اسمبلی میں مسلم لیگ پارٹی قائم کی جائے گی۔ ضروری اقدامات کے لئے مرکزی مجلس عاملہ ایک سب کمیٹی کی تشکیل کرے گی۔

——— کراچی۔ ۲۱ر جنوری۔ آئینی بل پر عام بحث ۲۵ر جنوری کو ختم ہو جائے گی۔ کوئی رکن اسمبلی نصف گھنٹہ سے زیادہ تقریر نہیں کر سکے گا۔

——— کراچی۔ ۲۱ر جنوری۔ پاکستان نے بین الاقوامی امور کے بارے میں امریکہ اور برطانیہ کو اپنے نظریات سے آگاہ کر دیا ہے۔ وزارت خارجہ کے ایک ترجمان نے کہا ہے کہ افغانستان اشتراکی اسلحہ کی مدد سے پاکستانی سرحدوں پر گڑبڑ پھیلا سکتا ہے۔

——— کراچی۔ ۲۲ر جنوری۔ وفاقی دار الحکومت میں بھکاریوں کی کثرت ایک دفعہ پھر یہاں کی شہری زندگی کے لئے بڑا عذاب بن گئی ہے۔

——— جنوری گڑھ۔ ۱۵ر جنوری۔ مشرقی پنجاب کے وزیر اعلیٰ لالہ بھیم سین سچر مستعفی ہو گئے۔ سردار پرتاپ سنگھ کیروں صوبہ کے نئے وزیر اعلیٰ ہوں گے۔

——— مکہ معظمہ۔ ۱۷ر جنوری۔ مکہ ریڈیو نے پاکستان کے مسودہ آئین کا خیر مقدم کیا ہے۔ امید ظاہر کی گئی ہے کہ پاکستان حقیقی معنوں میں ایک مثالی اسلامی مملکت بن جائے گا۔

——— تہران:- ۱۸ر جنوری۔ فدائیان اسلام کے لیڈر نواب صفوی اور تین دوسرے ارکان کو آج صبح یہاں گولی ماری گئی۔ ان پر شاہ اور ایرانی حکومت کے خلاف سازش کرنے کا الزام ہے۔

——— بمبئی۔ ۱۸ر جنوری۔ بمبئی میں پولیس کی آتشباری سے چھ افراد ہلاک ہو گئے۔ یہ اقدام ان مظاہروں کے سلسلہ میں کیا گیا۔ جو بمبئی کو مرکزی حکومت کے تحت رکھنے کے متعلق ہو رہے تھے۔

——— بمبئی۔ ۲۲ر جنوری۔ آج پانچویں دن بھی بمبئی کے فسادات جاری تھے اور پولیس نے متعدد مقامات پر گولی چلائی۔

——— نئی دہلی۔ ۲۲ر جنوری۔ حد بندی کمیشن کی رپورٹ کے خلاف بھارت کے مختلف حصوں میں احتجاجی مظاہروں اور ہنگاموں کی شدت بڑھتی جا رہی ہے۔

——— سٹاک ہالم۔ ۲۲ر جنوری۔ سویڈن نے مصر کو آئندہ بارود مہیا نہ کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔

——— نئی دہلی۔ ۲۲ جنوری۔ مشرقی پنجاب کے نئے وزیر اعلیٰ سردار پرتاپ سنگھ کیروں نے کانگرس ہائی کمان سے مشورہ کرنے کے بعد چار ارکان پر مشتمل اپنی نئی کابینہ کا اعلان کیا ہے۔

(پنجاب پریس لاہور میں باہتمام مولوی عبید اللہ انور پرنٹر پبلشر چھپا۔ اور دفتر خدام الدین لاہور شیرانوالہ گیٹ سے شائع ہوا)